


احکامِ نیّت




فقیہ ملّت مفتی جلال الدّین امجدی



ناشر:
شبّیر برادرز
۴۰۔بی اُردو بازار ◎ لاہور




فہرست مضامین احکامِ نیت

نگاہِ اوّلین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لک الحمد یا اللہ! والصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ!

نیت لغت میں دل کے پکے ارادہ کو کہتے ہیں۔ اور شریعت میں عبادت کے ارادہ کو نیت کہا جاتا ہے ـــــ کسی بھی کام پر ثواب پانے کا دارومدار نیت ہی پر ہے۔ نماز و زکاۃ اور روزہ و حج وغیرہ کوئی بھی نیک کام ہو اگر اسے اللہ و رسول کی رضا و خوشنودی کے لئے نہیں کیا گیا بلکہ نام و نمود کے لئے کیا گیا تو ثواب نہیں ملے گا۔

لہٰذا بہت سے لوگ جو نام و نمود کے سبب اپنے نیک کاموں کا ثواب ضائع کرتے ہیں اور نیت کے مسائل سے ناواقفیت کی بنا پر بہت سے کاموں میں ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں ان کی اصلاح و تعلیم کی خاطر یہ مختصر کتاب لکھدی گئی ساتھ ہی نیت کے متعلق بہت سے مسائل بھی تحریر کر دیئے گئے۔

اور بقول امام غزالی علیہ الرحمۃ والرضوان مشکل ہی سے کوئی ایسا شخص ہوگا جس کو ریا اور نام و نمود کا مرض لاحق نہ ہو۔ اس لئے ہم نے ان کی کتاب "کیمیائے سعادت" سے ریا اور اس کا علاج بھی آخر میں ضم کر دیا۔

دعا ہے کہ خدائے عزوجل اس کتاب سے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائے۔ ان کی عبادتوں اور سارے نیک کاموں میں خلوص عطا فرمائے اور اسے میرے لئے ذریعۂ نجات بنائے۔ آمین بحرمۃ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم۔

جلال الدین احمد امجدی

۲۰ ذوالحجہ ۱۴۱۷ھ

۲۸ اپریل ۱۹۹۷ء

قرآن اور نیّت

قرآن مجید نے کئی مقام پر اخلاص اور اچھی نیت کی ہدایت فرمائی ہے ۔

۱۔ وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ۔ اور اس کی عبادت کرو نرے اس کے بندے ہوکر۔ (پ۸ سورۂ اعراف آیت ۲۹)

یعنی اللہ کی عبادت خلوص کے ساتھ کرو۔ اس میں ریا کو ہرگز شامل نہ کرو۔

۲۔ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ۔ اللہ کی عبادت اخلاص کے ساتھ کرو۔ (پ۲۳ سورۂ زمر آیت ۲۳)

اس آیت کریمہ کے تحت تفسیر نور العرفان میں ہے کہ صوفیائے کرام فرماتے ہیں بندہ عبادت میں جنت کے حاصل کرنے اور دوزخ سے بچنے کی بھی نیت نہ کرے ۔ صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت کرے ۔ کیونکہ یہ بندگی ہے تجارت نہیں ہے ۔

۳۔ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا۔ اور جو شخص دنیا میں اپنے عمل کا بدلہ چاہے ہم اسے دنیا ہی میں بدلہ دیں گے۔ اور جو آخرت میں ثواب چاہے تو ہم اسے آخرت میں ثواب دیں گے۔ (پ۴ سورۂ آل عمران آیت ۱۴۵)

یعنی جو شخص کوئی عمل دنیاوی فائدہ کی نیت سے کرے۔ مثلاً مسجد و مدرسہ اس لئے تعمیر کرے تاکہ اس کی تعریف کی جائے اور لوگوں میں اس کی عزت ہو جائے ۔ یا نماز وغیرہ کی پابندی اس لئے کرے تاکہ لوگ اسے متقی و پرہیزگار سمجھیں۔ یا غریب و مسکین کی مدد اس لئے کرے کہ لوگ اسے سخی اور دین دا تا کہیں تو خدائے تعالیٰ اس کے مقصد کو دنیا میں پورا کرے گا۔ لیکن آخرت میں اس عمل کا کوئی ثواب اس کو نہ ملے گا۔

اور جو شخص اللہ و رسول جل مجدہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی اور آخرت میں ثواب پانے کی نیت سے کوئی نیک عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں بھی دے گا اور آخرت میں بھی اپنے انعام و اکرام سے اس کو سرفراز فرمائے گا۔

۴۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔
جو دنیا کا انعام چاہے تو اللہ ہی کے پاس دنیا و آخرت دونوں کا انعام ہے (پ۵ سورۂ نساء آیت ۱۳۴)

یعنی جس کو اپنے عمل سے دنیا مقصود ہو اور اس کی مراد صرف اتنی ہے تو اللہ اس کو دیدیتا ہے اور آخرت کے ثواب سے وہ محروم رہتا ہے۔ اور جس نے عمل رضائے الٰہی اور ثواب آخرت کے لئے کیا۔ تو اللہ دنیا و آخرت دونوں میں ثواب دینے والا ہے۔ تو جو شخص اللہ سے فقط دنیا کا طالب ہو وہ نادان خسیس اور کم ہمت ہے (تفسیر خزائن العرفان)

۵۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ۔
جو آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کے لئے اس کی کھیتی بڑھائیں گے۔ اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں (پ۲۵ سورۂ شوریٰ آیت ۲۰)

یعنی جو شخص آخرت کے فائدہ کی نیت سے عمل کرے گا تو خدائے تعالیٰ اسے نیکیوں کی مزید توفیق رفیق بخشے گا، اس کے لئے خیرات و طاعات کی راہیں آسان کرے گا اور اس کی نیکیوں کا ثواب بڑھائے گا۔ اور جس کا عمل صرف دنیا حاصل کرنے کے لئے ہو تو اللہ تعالیٰ اسے اس میں سے کچھ دے گا یعنی اس کے لئے دنیا میں جتنا مقدر کیا ہے مگر آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں کیونکہ آخرت کے لئے اس نے عمل کیا ہی نہیں۔

۶۔ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا۔
تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے (پ۱۶ سورۂ کہف آخری آیت)

یعنی شرک اکبر سے بھی بچے اور دکھاوے کے لئے عمل کرنے سے بھی کہ جس کو شرک اصغر کہتے ہیں۔

حدیث اور نیّت

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰی۔

اعمال کے ثواب کا مدار نیتوں ہی پر ہے۔ اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی (بخاری ج ۱ ص ۲)

اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ تمام عباداتِ مقصودہ بغیر نیت ادا نہیں ہوں گی۔ پھر یہ عبادتیں اگر اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے کی گئیں تو ثواب ملے گا اور اگر کوئی دوسرا دنیاوی مقصد ہے تو ثواب نہیں ملے گا۔

اور عبادات غیر مقصودہ جیسے وضو اور غسل وغیرہ بلانیت صحیح ہو جائیں گے مگر ثواب نہیں ملے گا۔ اور طاعت کی نیت سے کریں گے تو ثواب ملے گا۔

چونکہ کوئی کام اپنے نتیجہ کے اعتبار سے اتنا اچھا یا برا نہیں ہوتا جتنا کہ نیت کے اعتبار سے اچھا برا ہوتا ہے۔ اسی لئے بخاری اور مشکوۃ میں سب سے پہلے یہی حدیث لکھی گئی۔ اور جگہ جگہ اخلاص اور حسن نیت کی ہدایت کی گئی ہے۔

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَوَّلُ النَّاسِ یُقْضٰی عَلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ رَجُلٌ اِسْتُشْھِدَ فَاُتِیَ بِہٖ فَعَرَّفَہٗ نِعْمَتَہٗ فَعَرَفَھَا فَقَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْھَا قَالَ قَاتَلْتُ فِیْکَ حَتّٰی اُسْتُشْھِدْتُّ قَالَ کَذَبْتَ وَلٰکِنَّکَ قَاتَلْتَ لِاَنْ یُّقَالَ جَرِیٌٔ فَقَدْ قِیْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِہٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْھِہٖ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ

لوگوں میں سب سے پہلے قیامت کے دن جس کا فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہے۔ تو اسے حاضر کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمتوں کا اقرار کرائے گا تو وہ اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے اس کے شکریہ میں کیا کام کیا؟ عرض کرے گا تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ قتل کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے اس لئے لڑائی

وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ فَأُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَأْتُ فِيْكَ الْقُرْآنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ إِنَّكَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى أُلْقِيَ فِي النَّارِ ۔ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهٖ فَأُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيْهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ ۔ رواہ مسلم

کی تھی کہ تجھے بہادر کہا جائے تو تجھ کو بہادر کہا گیا پھر حکم ہوگا تو اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا یہاں تک کہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

اور وہ شخص جس نے علم حاصل کیا اور اس کو سکھایا اور قرآن پڑھا۔ اس کو لایا جائے گا اللہ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائے گا تو وہ یاد کرے گا فرمائے گا تونے ان کے شکریہ میں کیا کام کیا؟ عرض کرے گا علم سیکھا اور سکھایا اور تیرے لئے قرآن پڑھا فرمائے گا تو جھوٹا ہے تونے اس لیے علم سیکھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے تو وہ کہہ لیا گیا پھر حکم دیا جائیگا تو اسے منہ کے بل کھینچا جائے گا یہاں تک کہ جہنم میں ڈال دیا جائیگا۔

پھر وہ شخص جسے خدا نے وسعت دی اور ہر طرح کا مال عطا فرمایا اسے حاضر کیا جائے گا۔ اللہ اسے اپنی نعمتوں کا اقرار کرائے گا۔ وہ اقرار کرے گا فرمائے گا تونے ان کے شکریہ میں کیا کام کیا؟ عرض کرے گا میں نے کوئی ایسا راستہ جسمیں خرچ کرنا تجھے پسند ہے نہیں چھوڑا اور تیری خوشنودی کے لئے اس میں خرچ کیا۔ اللہ فرمائے گا تو جھوٹا ہے تونے تو اس لئے خرچ کیا کہ تجھے سخی کہا جائے تو وہ کہہ لیا گیا پھر حکم دیا جائے گا تو اس کو منہ کے بل گھسیٹا جائے گا یہاں تک کہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ ص۳۳)

غور کیا جائے کہ جان جو انسان کو سب سے زیادہ عزیز اور پیاری ہوتی ہے۔ شہید نے اسے کافروں سے لڑتے ہوئے قربان کردیا۔ اور عالم نے قرآن و حدیث پڑھنے پڑھانے میں پوری زندگی گذاری۔ اور سخی نے مسجد و مدرسہ، علماء و طلبہ اور غریبوں و مسکینوں پر اپنا مال

زندگی بھر خرچ کیا۔ مگر یہ سارے اچھے کام اللہ و رسول کی رضا و خوشنودی کی بجائے دنیا کی ناموری اور شہرت حاصل کرنے کی نیت سے کئے گئے تو سب بیکار ہو گئے۔ صرف اتنی سی بات کہ دل کے اندر رہا اور کہلانے کا شوق تھا، عالم مشہور ہونے اور قاری وسخی پکارے جانے کی تمنا تھی تو سارا عمل ضائع ہو گیا اور جہنم میں جلنا پڑا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

اور ظاہر ہے کہ عمل تو اللہ کے لئے نہ کیا جائے بلکہ دنیا والوں کو دکھانے کے لئے کیا جائے مگر امید رکھی جائے اللہ تعالیٰ سے انعام و اکرام کی۔ یہ کتنی بڑی نادانی و بیوقوفی ہے۔

۳۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ صَلّٰی یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَكَ — رواہ احمد

جس شخص نے دکھاوے کے لئے نماز پڑھی تو اس نے شرک کیا۔ اور جس نے دکھاوے کے لئے روزہ رکھا تو اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کے لئے صدقہ کیا تو اس نے شرک کیا۔ (مشکوٰۃ ص۴۵۵)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان اس حدیث شریف کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں۔

ہر عملے کہ بریا کند شرک است۔ غایت آنکہ شرک جلی ست وخفی۔ شرک آشکارا بت پرستی کردن۔ و مرائی کہ برائے غیر خدا عمل می کند نیز بت پرستی می کند لیکن پنہانی چنانکہ گفتہ اند کُلُّ مَا صَدَّكَ عَنِ اللّٰهِ فَهُوَ صَنَمُكَ۔

جو کام دکھاوے کے لئے کرے شرک ہے۔ خلاصہ یہ کہ شرک کی دو قسمیں ہیں۔ شرک جلی اور شرک خفی۔ بت پرستی کرنا شرک جلی ہے (یعنی کھلم کھلا شرک ہے) اور ریاکار جو کہ غیر خدا کے لئے عمل کرتا ہے وہ پوشیدہ طور پر بت پرستی کرتا ہے۔ (یعنی یہ شرک خفی ہے) جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ہر وہ چیز جو تجھے خدائے تعالیٰ سے روکے وہ تیرا بت ہے (اشعۃ اللمعات ج۴ ص۲۵۰)

۴۔ حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّيَاءُ۔ رواہ احمد

تمہارے بارے میں جس چیز سے میں بہت ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ شرک اصغر کیا چیز ہے؟ فرمایا ریا یعنی دکھاوے کے لئے کام کرنا (مشکوٰۃ ص۴۵۴)

حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ریا کی دو صورتیں ہیں۔ کبھی تو اصل عبادت ہی ریا کے ساتھ کرتا ہے کہ مثلاً لوگوں کے سامنے نماز پڑھتا ہے اور کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا تو پڑھتا ہی نہیں۔ یہ ریائے کامل ہے کہ ایسی عبادت کا بالکل ثواب نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اصل عبادت میں ریا نہیں۔ کوئی ہوتا یا نہ ہوتا بہر حال نماز پڑھتا مگر وصف میں ریا ہے کہ کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا جب بھی پڑھتا مگر اس خوبی کے ساتھ نہ پڑھتا۔ یہ دوسری قسم پہلی سے کم درجہ کی ہے۔ اس میں اصل نماز کا ثواب ہے۔ اور خوبی کے ساتھ ادا کرنے کا جو ثواب ہے وہ یہاں نہیں کہ یہ ریا سے ہے اخلاص سے نہیں (بہار شریعت جلد ۱۶ ص۲۳۹)

۵ ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا۔

مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِهٖ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ اَسَامِعَ خَلْقِهٖ وَحَقَّرَهٗ وَصَغَّرَهٗ۔ رواہ البیہقی۔

جو شخص لوگوں میں اپنے عمل کا چرچا کرے گا تو خدائے تعالےٰ اس (کی ریاکاری) کو لوگوں میں مشہور کر دے گا اور اس کو ذلیل و رسوا کرے گا (مشکوٰۃ ص۴۵۴)

۶ ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا صَلّٰى فِي الْعَلَانِيَةِ فَاَحْسَنَ وَصَلّٰى فِي السِّرِّ فَاَحْسَنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَبْدِيْ حَقًّا۔ رواہ ابن ماجہ

بندہ نے جب علانیہ نماز پڑھی تو خوبی کے ساتھ پڑھی۔ اور جب پوشیدہ طور پر پڑھی تو بھی خوبی کے ساتھ پڑھی تو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا یہ بندہ سچا ہے یعنی ریاکار نہیں کرتا ہے (مشکوٰۃ ص۴۵۵)

اسلام و کفر اور نیت

۱ ۔ اسلام قبول کرنے کی صرف نیت کرنے سے کافر مسلمان نہیں ہوگا لیکن مسلمان کافر ہوجانے کی صرف نیت کرنے ہی سے کافر ہوجائے گا۔ اشباہ صـ۱۵ میں ہے لا یکون مسلما بمجرد نیۃ الاسلام بخلاف الکفر۔ اور اشباہ کی شرح غمز عیون البصائر صـ۶۱ ج ۱ میں ہے فان الاسلام ھو الانقیاد للاوامر والنواھی وھو فعل والفعل لا یتم بمجرد النیۃ دون فعل۔

۲ ۔ کفر کی نیت نہیں تھی صرف کھیل اور مذاق میں کفر کی بات کہی تب بھی کافر ہوجائے گا۔ اشباہ صـ۱۵ میں ہے اذا تکلم بکلمۃ الکفر ھازلا یکفر۔ اور غمز العیون صـ۶۲ میں ہے قال فی التوضیح الھزل بالردۃ کفر لانہ استخفاف فیکون مرتدا بعین الھزل۔

۳ ۔ بت کی تعظیم کے ارادہ سے مرغ اور بکرا وغیرہ چھوڑنا کفر ہے۔ اشباہ صـ۱۷ میں ہے۔ المسلم اذا اعتق لہ (ای للصنم) قاصدا تعظیمہ کفر۔ مگر ولی کے لئے جانور چھوڑنا کفر نہیں البتہ بے معنی ہے۔ لہٰذا جس ولی کے لئے چھوڑا ہوا ان کے مزار کے خادموں کو وہ جانور دیدیا جائے۔ اگر اس کا پہنچانا مشکل ہو تو بیچ کر قیمت روانہ کردی جائے۔ اس لئے کہ ولی کی نذران کی قبر کی خدمت کرنے والوں پر صدقہ کرنے سے مجاز ہے (حدیقہ ندیہ)

۴ ۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت کی نیت سے کسی کام کے کرنے پر کافر ہوجائے گا۔ اور اگر مخالفت کی نیت نہیں ہے تو صرف گنہگار ہوگا۔ غمز العیون صـ۵۳ ج ۱ میں ہے ان فعل بنیۃ المخالفۃ وقصدھا یکفر فان ارتکب ولم یقصد المخالفۃ للنھی یکون آثما۔

۵ ۔ خدائے تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کو عبادت کی نیت سے سجدہ کرنا کفر ہے اور تعظیم و تحیت کی نیت سے ہو تو حرام ہے۔ لیکن بت، چاند یا سورج کو تعظیم کی نیت سے سجدہ کرنے والے پر بھی حکم کفر ہے۔ اشباہ صـ۲۳ پر ہے ان سجد للسلطان فان کان قصدہ

التعظیم والتحیۃ دون الصلاۃ لایکفر۔ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ غیر خدا کو سجدہ بلاشبہ حرام ہے۔ پھر اگر بروجہ عبادت ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کفر ہے۔ اور اگر بروجہ تحیت ہو تو کفر میں اختلاف ہے اس طرح کے حرام ہونے میں اختلاف نہیں اور حق یہی ہے کہ بے نیت عبادت حرام ہے کبیرہ ہے مگر کفر نہیں (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ النصف آخر ص۱۱۳)

اور تحریر فرماتے ہیں کہ سجدۂ تحیت اگر بت یا چاند یا سورج کو کرتا ہے ضرور اس پر حکم کفر ہے۔ کفر اگرچہ عقد قلبی ہے مگر جس طرح اقوال زبان اس پر دلیل ہوتے ہیں یونہی بعض افعال بھی جن کو شریعت نے ٹھہرادیا ہے کہ یہ صادر نہیں ہوتے مگر کافر سے انھیں میں سے اشیائے مذکورہ کو سجدہ ہے۔ یا معاذ اللہ مصحف شریف کو نجاست میں پھینک دینا یا کسی نبی کی شان میں گستاخی۔ یونہی تصویر اگر مشرکین کے معبودانِ باطل کی ہو تو اسے سجدہ کرنے پر بھی مطلقاً حکم کفر ہے۔ (ایضاً ص۱۱۴)

۶۔ کسی مسلمان کو گالی کی نیت سے کافر کہا تو کہنے والا کافر نہیں ہوگا۔ اور اگر کافر کی نیت سے کہا اور حقیقت میں وہ مسلمان ہے کافر نہیں ہے تو اس کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایما امرئ قال لاخیہ کافر فقد باء بھا احدھما فان کان کما قال والا رجعت علیہ۔ یعنی جو شخص کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان دونوں میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے۔ جسے کہا اگر وہ کافر تھا خیر۔ ورنہ یہ تکفیر اسی قائل پر پلٹ آئے گی یہ کافر ہو جائے گا۔ رواہ مسلم والترمذی ونحوہ البخاری عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما درمختار میں ہے عزر الشاتم بیا کافر وھل یکفران اعتقد المسلم کافرا نعم والا لابہ یفتی شرح وہبانیہ ذخیرہ ونہر الفائق وردالمحتار میں ہے لانہ لما اعتقد المسلم کافرا فقد اعتقد دین الاسلام کفرا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص۱۱۱)

۷۔ اس نیت سے ننگے سر نماز پڑھنا کفر ہے کہ وہ کوئی ایسی مہتم بالشان چیز نہیں کہ

جس کے لئے ٹوپی پہنی جائے (درمختار ردالمحتار جلد اول ص۴۳، بہارِ شریعت ج۳ ص۱۹۰)

۸ ۔ کعبہ شریف کی طرف متوجہ ہو کر خدائے تعالیٰ کو سجدہ کرنے کا حکم ہے۔ لہٰذا کعبہ ہی کی نیت سے خود اسی کا سجدہ کرنا کفر ہے درمختار میں ہے لو سجد للکعبۃ نفسھا کفر۔ اسی کے تحت ردالمحتار جلد اول ص۲۸۶ میں ہے السجود لنفس الکعبۃ کفر۔

۹ ۔ حرام مال فقیر کو ثواب کی نیت سے دینا کفر ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔ مالِ حرام فقیر کو دے کر ثواب کی امید رکھنا کفر ہے۔ اور اگر فقیر کو معلوم ہو کہ اس نے مال حرام دیا ہے اور اس کے لئے دعا کرے اور وہ آمین کہے تو دونوں نئے سرے سے کلمۂ اسلام پڑھیں اور تجدید نکاح کریں محیط و عالمگیریہ و جامع الفصولین وغیرہا میں ہے تصدق علی فقیر شیئا من مال الحرام و یرجوا الثواب یکفر ولو علم الفقیر ودعالہ وامن المعطی کفرا (فتاویٰ رضویہ جلد ۷ ص۱۰۶)

۱۰ ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تعظیم و تکریم یا اس کی برکت حاصل کرنے کی نیت سے اس کا عدد ۷۸۶ لکھنا جائز و مستحسن ہے۔ اور اگر یہی عدد معبودانِ باطل میں سے کسی کے نام کا بھی ہو تو اس کی تعظیم و تکریم سے ۷۸۶ لکھنا کفر ہے۔ بخاری اور مشکوۃ کی پہلی حدیث میں ہے لِکُلِّ امْرِیءٍ مَّا نَوٰی ۔ یعنی ہر شخص کے لئے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔

۱۱ ۔ تحقیر کی نیت سے کسی سنی عالم دین کو مولویا کہنا یا صحیح العقیدہ اور صحیح النسب سید کو میروا کہنا کفر ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا برکاتی محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں۔ مجمع الانہر میں ہے من قال لعالم عویلم او لعلوی علیوی استخفافا فقد کفر۔ جو کسی عالم کو مولویا۔ یا سید کو میروا اس کی تحقیر کے لئے کہے وہ کافر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف آخر ص۱۳۱)

وضو و غسل اور نیت

۱ ۔ وضو اور غسل کے لئے نیت ضروری نہیں اشباہ صفحہ ۱۴ میں ہے لا تشترط فی الوضوء والغسل ۔ یعنی وضو اور غسل چونکہ عبادات غیر مقصودہ میں سے ہیں اس بنا پر ان کے لئے نیت ضروری نہیں ۔ لہٰذا یہ دونوں بغیر نیت بھی صحیح ہو جائیں گے ۔ مثلاً ٹھنڈک حاصل کرنے کی نیت سے اعضائے وضو کو دھویا ۔ اور اسی نیت سے سر کا مسح بھی کیا تو وضو ہو گیا ۔ اور لکڑی وغیرہ کسی چیز کو دریا سے نکالنے کے لئے پانی میں گھسا اور جسم کا ہر حصہ دھل گیا ۔ اور غسل کی نیت کے بغیر اس طرح کلی کر لی کہ منھ کے ہر پرزے گوشے ہونٹ سے حلق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہ گیا ۔ اور اسی طرح غسل کی نیت کے بغیر ناک میں نرم جگہ تک بھی پانی اس طرح چڑھا لیا کہ اس کا ہر حصہ دھل گیا تو غسل ہو گیا ـــــ لیکن جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم بجالانے کی نیت سے وضو اور غسل نہیں کرے گا ثواب نہیں پائے گا ۔

۲ ۔ جیسا کہ پاکی حاصل ہونے کے لئے زندہ کے غسل میں نیت ضروری نہیں ایسے ہی میت کے غسل میں بھی نیت ضروری نہیں جیسے کہ ڈوب کر مر جانے والے کو پانی سے نکالا گیا تو ایسے مردہ کو بغیر غسل بھی دفن کر سکتے ہیں غمز العیون صفحہ ۵۹ پر ہے ۔ کما لا تجب النیۃ فی غسل الحی فکذا لا تجب فی غسل المیت ولهذا قال قاضی خان فی فتاواہ میت غسله اهله من غیر نیة اجزأهم ذلك ۔

۳ ۔ گدھے یا خچر کا جھوٹا پانی ۔ یا وہ نبیذ موجود ہو جس کے نبیذ ہو جانے یا پانی رہنے میں شبہہ ہے ۔ تو چونکہ ان صورتوں میں حکم یہ ہے کہ ان پانیوں سے وضو یا غسل کرنے کے ساتھ تیمم بھی کرے ۔ تو ایسے پانیوں سے وضو یا غسل کرنے میں نیت شرط ہے ۔ ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد اول صفحہ ۶۴۴ میں ہے ۔

پانی اور نیت

۱۔ رفع حدث یعنی وضو اور غسل کے علاوہ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے استعمال کرنے پر بھی پانی مستعمل ہو جاتا ہے۔ جو وضو اور غسل کے قابل نہیں رہ جاتا ہے اگرچہ پاک ہوتا ہے۔ مثلاً باوضو شخص کھانا کھانے کے لئے سنت ادا کرنے کی نیت سے ہاتھ دھوئے یا جو آدمی باوضو ہے پھر ثواب حاصل کرنے کی نیت سے وضو کیا درمختار مع شامی جلد اول صہ ۱۳۲ پر ہے لا یجوز بماء استعمل لاجل قربۃ ای ثواب او لاجل رفع حدث۔

۲۔ باوضو آدمی کوئیں میں ڈول وغیرہ نکالنے کو گھسا اور وہاں ثواب حاصل کرنے کے لئے غسل کی نیت کر لی تو پانی مستعمل ہو جائے گا (فتاویٰ رضویہ جلد اول صہ ۲۶۷)

لیکن باوضو آدمی نے ماں باپ کے کپڑے یا ان کے کھانے کے لئے پھل یا مسجد کا فرش ثواب کی نیت سے دھویا پانی مستعمل نہیں ہوگا اگرچہ یہ کام بھی ثواب کے ہیں (فتاویٰ رضویہ ج ا صہ ۲۴۱)

اور باوضو آدمی نے گرمی کے سبب عبادت۔ یا کتاب کے پڑھنے میں دل نہیں جمتا اس نیت سے ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے ہاتھ اور منھ دھوئے یا غسل کیا تو ثواب ضرور ہے مگر ان صورتوں میں بھی پانی مستعمل نہ ہوگا (ایضاً صہ ۲۴۴)

۳۔ ضرورت سے برتن میں ہاتھ ڈالا پھر دھونے کی نیت کر لی تو پانی مستعمل ہو جائے گا (ایضاً صہ ۲۶۳)

۴۔ ٹھنڈک حاصل کرنے کی نیت سے بے دُھلا ہاتھ یا انگلی کا ایک پورہی پانی میں ڈالے گا تو وہ مستعمل ہو جائے گا وضو اور غسل کے قابل نہیں رہ جائے گا (ایضاً صہ ۲۶۵)

۵۔ کوئیں میں ڈول نکالنے کے لئے بے نہائے گھسا اور بدن یا کپڑے پر کوئی نجاست حقیقیہ نہیں تھی اور نہ رفع حدث کی نیت کی تو پانی مستعمل نہیں ہوگا (ایضاً صہ ۲۶۲)

تیمم اور نیت

۱ ۔ تیمم میں نیت فرض ہے بغیر اس کے تیمم نہ ہوگا۔ ہدایہ جلد اول صـ۳۴ میں ہے۔ النیۃ فرض فی التیمم۔ لہذا چہرہ اور ہاتھ پر گرد پڑی تو اس کو جھاڑنے کی نیت سے ہاتھ اور چہرے پر ہاتھ پھیرا تیمم نہ ہوگا۔

۲ ۔ جنس زمین پر ہاتھ مارنے کے وقت تیمم کی نیت شرط ہے۔ اگر اس وقت نیت نہ کی بلکہ بعد میں کی تو تیمم کے لئے وہ نیت کافی نہ ہوگی (فتاوٰی رضویہ ج ۱ صـ۶۰۳)

۳ ۔ جھاڑو دینے، دیوار گرانے یا اور کسی صورت سے مونھ اور ہاتھوں پر گرد پڑی۔ اس صورت میں زمین کی جنس پر ہاتھ مارے بغیر یوں ہی تیمم کی نیت سے مونھ اور ہاتھ پر مسح کرلیا تو تیمم ہوگیا (بہار شریعت حصۂ دوم صـ۷) اور شرح وقایہ جلد اول مجیدی صـ۹۱ میں ہے لوکنس دارا اوھدم حائطا اوکال حنطۃ فاصاب علی وجھہ وذراعیہ غبار لایجزیہ حتی یمر یدہ علیہ۔

۴ ۔ اڑتے ہوئے غبار میں تیمم کی نیت سے گیا اور غبار سب اعضا کو پہنچ گیا تیمم ہوگیا۔ اور اگر یہ غبار میں نہیں گیا بلکہ وہ خود اعضا پر آیا تو تیمم کی نیت سے سر اور ہاتھوں کو ہلانے سے تیمم ہوجائے گا۔ اور اگر اعضا پر غبار بیٹھ گیا تو تیمم کی نیت سے ہاتھ پھیرے بغیر تیمم نہ ہوگا۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۱ صـ۶۰۳)

۵ ۔ تیمم صحیح ہونے کے لئے حدث یا جنابت کی نیت کرنا شرط نہیں یعنی پاکی حاصل کرنے کی مطلق نیت کافی ہے ہدایہ جلد اول صـ۳۴ میں ہے لایشترط نیۃ التیمم للحدث اوللجنابۃ ھوالصحیح من المذھب۔ اسی عبارت کے تحت عنایہ میں ہے لان التیمم طھارۃ فلایلزم نیۃ اسبابھا کمافی الوضوء۔ یہاں تک کہ غسل کا تیمم وضو کی نیت سے اور وضو کا تیمم غسل کی نیت سے بھی صحیح ہوجائے گا (فتاوٰی رضویہ ج ۱ صـ۶۶۹)

۶ ۔ تیمم دس نیتوں سے صحیح ہے۔ نیت رفع حدث اصغر یا اکبر یا مطلق حدث، نیت وضو یا غسل یا مطلق طہارت، نیت استباحت نماز، نیت عبادت مقصودہ مشروطہ

بہ طہارت، نیت عبادت دیگر غیر مقصودہ یا غیر مشروطہ یا غیر مقصودہ وغیر مشروطہ۔ بسئلہ ۹ نیت اس تاکیدی مطلوب شرع کی کہ اگر پانی سے طہارت کریں تو بلا بدل فوت ہو جائے۔ دسویں صورت پانی ہوتے ہوئے بھی ممکن ہے۔ اور پہلی نو اسی صورت میں جائز ہیں جبکہ پانی پر قدرت نہ ہو۔ پہلی آٹھ کی نیت سے ہر نماز بھی بے تکلف ادا ہو سکتی ہیں اگرچہ کسی اور عبادت کی غرض سے کیا ہو۔ اور نویں سے کوئی نماز ادا نہ ہوگی۔ اور دسویں سے خاص وہی نماز ادا ہوگی جس کی ضرورت سے تیمم کیا ہے (فتاوٰی رضویہ جلد اول ص۶۶۶)

۷۔ جو کام کہ عبادت مقصودہ نہ ہو اور بغیر وضو کے صحیح ہو جائے جیسے کہ مسجد میں داخل ہونا، قرآن مجید پڑھنا، اس کا چھونا، اس کی کتابت کرنا، اس کی تعلیم دینا، قبروں کی زیارت کرنا، مریض کی عیادت کرنا، میت کو دفن کرنا اور اذان و اقامت وغیرہ۔ اگر ایسے کاموں کی نیت سے تیمم کیا تو ان کاموں کا کرنا جائز ہے مگر اس تیمم سے کسی نماز کا پڑھنا جائز نہیں۔ شرح وقایہ مجیدی ج ۱ ص۹۱ میں ہے ان تیمم لمس المصحف او دخول المسجد لا تصح بہ الصلاۃ لانہ لم ینو بہ قربۃ مقصودۃ لکن یحل لہ مس المصحف و دخول المسجد ـــــ اور درمختار میں ہے لو تیمم لدخول مسجد او لقراءۃ ولو من مصحف او مسہ او کتابتہ او تعلیمہ او لزیارۃ قبور او عیادۃ مریض او دفن میت او اذان او اقامۃ او اسلام او سلام او ردہ لم تجز الصلاۃ بہ عند العامۃ ـــ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں لم تجز الصلاۃ بہ ای لفقد الشرط وھو امران کون المنوی عبادۃ مقصودۃ وکونہا لا تحل الا بالطہارۃ (ردالمحتار جلد اول ص۱۶۳)

نماز اور نیت

۱۔ نماز کے لئے نیت شرط ہے۔ تو اگر کسی نے نماز کے سارے ارکان ادا کئے مگر نیت نہیں کی تو نماز نہیں ہوئی۔ اور فرض نماز کے لئے فرض کی نیت بھی ضروری ہے۔ تو مطلق نماز یا نفل کی نیت سے فرض نماز نہیں ہوگی۔ اور فرض میں یہ بھی ضروری ہے کہ اس خاص نماز مثلاً ظہر یا عصر کی نیت کرے۔ یا مثلاً آج کے ظہر یا فرض وقت کی نیت وقت میں کرے۔ تو اگر کسی نے عصر کی نیت سے ظہر کی نماز پڑھی تو ظہر کی نماز نہیں ہوگی اشباہ صـ۲۲ میں ہے لابد من نیۃ الصلاۃ ونیۃ الفرض ونیۃ التعیین۔

۲۔ نیت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اگر اس وقت کوئی پوچھے کونسی نماز پڑھتا ہے تو فوراً بلا غور و فکر کے بغیر بتادے۔ اگر حالت ایسی ہے کہ سوچ کر بتائے گا تو نماز نہ ہوگی (بہار شریعت جلد سوم صـ۵۳) اور اشباہ صـ۲۵ میں ہے علامۃ التعیین للصلاۃ ان یکون بحیث لو سئل ای صلاۃ یصلی؟ یمکنہ ان یجیب بلا تامل۔

۳۔ وقت تنگ ہوجانے کے باوجود فرض کی نیت ضروری ہے۔ تو اگر کسی نے ایسے وقت میں بھی نفل کی نیت کی تو وہ صحیح ہوجائے گی۔ لیکن ایسے وقت میں نفل پڑھنا اور فرض قضا کردینا حرام ہے (اصول الشاشی مجتبائی صـ۳۸) اور اشباہ صـ۲۶ میں ہے لا یسقط التعیین فی الصلاۃ بضیق الوقت لان السعۃ باقیۃ بمعنی انہ لو شرع متنفلا صح وان کان حراما۔

۴۔ نیت میں زبان کا اعتبار نہیں یعنی اگر دل میں مثلاً ظہر کی نیت کی اور زبان سے لفظ عصر نکلا ظہر کی نماز ہوگئی۔ اشباہ صـ۲۷ میں ہے لو اختلف اللسان والقلب فالمعتبر ما فی القلب۔

۵۔ اصح یہ ہے کہ نفل و سنت اور تراویح میں مطلق نماز کی نیت کافی ہے۔ اشباہ صـ۲۸ میں ہے اما النوافل فاتفق اصحابنا انہا تصح بمطلق النیۃ۔ واما السنن الرواتب فاختلفوا فی اشتراط تعیینہا والصحیح المعتمد عدم الاشتراط وانہا

تصح بنية النفل وبمطلق النية۔

۶ ۔ اگر یہ نیت کرے کہ امام جو نماز پڑھتا ہے وہی میں بھی پڑھتا ہوں تو یہ نماز ہو جائے گی (بہار شریعت ج ۳ صہ ۵۳)

۷ ۔ اقتداء کی نیت کے بغیر مقتدی کی نماز صحیح نہ ہوگی۔ اور مقتدی کی نماز صحیح ہونے کے لئے امام کو امامت کی نیت ضروری نہیں۔ البتہ اگر مقتدی عورت ہو اور وہ کسی مرد کے محاذی کھڑی ہو جائے اور وہ جنازہ کی نماز نہ ہو تو اس صورت میں اگر امام نے امامت زن کی نیت نہ کی تو اس عورت کی نماز نہیں ہوگی۔ اشباہ صہ ۱۵ میں ہے لا يصح اقتداء بامام الا بنية۔ وتصح الامامة بدون نيتها۔ الا اذا صلی خلفه نساء فان اقتداءهن به بلا نية الامام للامامة غير صحيح۔ اور غمز العیون ج ۱ صہ ۹۳ میں ہے عموم كلامه متناول لصلاة الجنازة مع ان نية امامتها فيها ليست شرطا فی صحة اقتدائها اجماعاً كما فی الخلاصة۔

۸ ۔ نماز صحیح ہونے کے لئے رکعتوں اور سجدوں کی تعداد کی نیت شرط نہیں۔ لہٰذا اگر تعداد رکعات کی نیت میں خطا واقع ہوئی مثلاً تین یا پانچ رکعت ظہر کی نیت کی تب بھی نماز ہو جائے گی۔ اشباہ صہ ۲۹ میں ہے نية عدد الركعات والسجدات ليس بشرط۔ فلو نوى الظهر ثلاثا او خمسا صحت۔

۹ ۔ ثواب کے لئے عبادت کا صحیح ہونا شرط نہیں۔ تو آدمی اپنی نیت پر ثواب پائے گا اگرچہ حقیقت میں عبادت صحیح نہیں۔ مثلاً بے وضو نے بھول کر اپنے کو باوضو سمجھ کر نماز پڑھی اشباہ میں ہے لا تشترط للثواب صحة العبادة بل يثاب على نيته وان كانت فاسدة بغير تعمده كما لو صلى محدثا على ظن طهارته۔

۱۰ ۔ اگر قضا بہ نیت ادا پڑھی یا ادا بہ نیت قضا تو نماز ہو گئی۔ یعنی مثلاً وقت ظہر باقی ہے اور اس نے گمان کیا کہ جاتا رہا اور اس دن کی نماز ظہر بہ نیت قضا پڑھی۔ یا وقت جاتا رہا اور اس نے گمان کیا کہ باقی ہے اور بہ نیت ادا پڑھی تو نماز ہو گئی (بہار شریعت ج ۳ صہ ۵۵) اور اشباہ صہ ۳۵ پر ہے لو نوى الاداء على ظن بقاء الوقت فتبين

خروجه اجزأه وکذا عکسه۔

۱۱۔ نماز وغیرہ کسی بھی عبادت کے صحیح ہونے کے لئے دل کی نیت کے ساتھ زبان سے بھی کہنا ضروری نہیں جیساکہ اشباہ ص۵۰ میں ہے لایشترط فی نیۃ القلب التلفظ فی جمیع العبادات۔

۱۲۔ حضرت علامہ ابن نجیم مصری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔ فی فتح القدیر لم ینقل عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واصحابہ التلفظ بالنیۃ لا فی حدیث صحیح ولا ضعیف۔ وزاد ابن امیر حاج انہ لم ینقل عن الائمۃ الاربعۃ۔ فی المحیط الذکر باللسان سنۃ۔ وفی القنیۃ والمجتبیٰ المختار انہ مستحب۔

یعنی فتح القدیر میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب سے نیت کے الفاظ کہنا صحیح حدیث میں منقول ہے اور نہ حدیث ضعیف میں۔ اور ابن امیر حاج نے کہا کہ چاروں اماموں سے بھی منقول نہیں۔ محیط میں ہے کہ نیت کے الفاظ زبان سے کہنا سنت ہے۔ اور قنیہ و مجتبیٰ میں ہے مختار یہ ہے کہ مستحب ہے (الاشباہ والنظائر ص۵۰)

۱۳۔ دل میں نیت نہ ہو تو زبان سے نیت کے الفاظ کہنا کافی نہیں جیساکہ اشباہ ص۴۷ میں ہے لا یکفی التلفظ باللسان دون القلب۔

۱۴۔ امام کو تکبیر تحریمہ سے تحریمہ اور جہر سے آواز پہنچانے کی نیت کرنا چاہیے۔ لہٰذا اگر کسی امام نے تکبیر تحریمہ سے تحریمہ کی نیت نہ کی بلکہ صرف آواز پہنچانے کی نیت کی تو امام اور مقتدی کسی کی نماز نہ ہوئی ——— اسی طرح مکبر یعنی آواز پہنچانے والے نے اگر تکبیر تحریمہ سے صرف آواز پہنچانے کی نیت کی تو اس کی نماز نہ ہوئی اور جن لوگوں نے ان کی آواز پر تحریمہ باندھا ان کی بھی نہ ہوئی۔ ردالمحتار جلد اول ص۳۱۹ میں ہے۔

اعلم ان الامام اذا کبر للافتتاح فلا بد لصحۃ صلاتہ من قصدہ بالتکبیر الاحرام والا فلا صلاۃ لہ اذا قصد الاعلام فقط فان جمع بین الامرین

بان قصد الاحرام والاعلان للاعلام فذلك هو المطلوب شرعًا ——

وكذلك المبلغ اذا قصد التبليغ فقط خاليا عن قصد الاحرام فلا صلاۃ لہ

ولا لمن يصلی بتبليغہ اھ

۵ - تکبر کی نیت سے ٹخنوں کے نیچے پاجامہ اور لنگی وغیرہ رکھنا حرام ہے۔ اور یہ نیت نہ ہو تو مکروہ تنزیہی۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا برکاتی محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ ازار کا گٹوں سے نیچے رکھنا اگر براہ تکبر ہو حرام ہے اور اس صورت میں نماز مکروہ تحریمی ورنہ صرف مکروہ تنزیہی۔ اور نماز میں بھی اس کی غایت خلاف اولیٰ۔ صحیح بخاری شریف میں ہے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! میرا تہبند لٹک جاتا ہے جب تک کہ میں اس کا خاص لحاظ نہ رکھوں فرمایا انت لست ممن یصنعہ خیلاء۔ تم ان میں سے نہیں ہو جو براہ تکبر ایسا کریں۔ فتاوی عالمگیریہ میں ہے اسبال الرجل ازارہ اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیہ کراھۃ تنزیہ کذا فی الغرائب (فتاوی رضویہ جلد سوم ص۴۴۸)

۶ - فرض قضا ہو گئے ہوں تو ان میں تعیین یوم اور تعیین نماز ضروری ہے۔ مثلاً فلاں دن کی فلاں نماز۔ مطلقاً ظہر وغیرہ یا مطلقا نماز قضا نیت میں ہونا کافی نہیں۔ (بہار شریعت حصہ ۳ ص۵۴)

۷ - اگر کسی کے ذمہ ایک ہی نماز قضا ہو تو دن معین کرنے کی حاجت نہیں۔ مثلاً میرے ذمہ جو فلاں نماز ہے اتنی نیت کافی ہے۔ ردالمحتار جلد اول ص۲۸۱ میں ہے لوکان فی ذمتہ ظھر واحد فائت فانہ یکفیہ ان ینوی ما فی ذمتہ من الظھر الفائت وان لم یعلم انہ ای یوم۔

۸ - اگر کسی کے ذمہ بہت سی نمازیں ہیں اور دن تاریخ بھی یاد نہ ہو تو اس کے لئے آسان طریقہ نیت کا یہ ہے کہ سب میں پہلی یا سب میں پچھلی فلاں نماز جو میرے ذمہ ہے (بہار شریعت حصہ ۳ ص۵۴ بحوالہ درمختار)

تلاوت قرآن اور نیت

۱۔ کسی کلام کے جواب کی نیت سے نمازی نے قرآن کی کوئی آیت پڑھی تو نماز باطل ہو گئی۔ اشباہ ص۲۲ میں ہے ان المصلی اذا قرأ اٰیۃ من القرآن جواباً لکلام بطلت صلاتہ۔

۲۔ خوشی کی خبر سن کر جواب دینے کی نیت سے الحمد للہ کہا نماز جاتی رہی۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص۹۳ میں ہے اخبر بما یسرہ فحمد اللہ تعالیٰ واراد بہ جوابہ تفسد صلاتہ۔ اھ تلخیصا

۳۔ کسی نے پوچھا تیرے پاس کیا کیا مال ہیں؟ تو نماز پڑھنے والے نے جواب دینے کی نیت سے یہ آیت کریمہ تلاوت کی اَلْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ۔ یعنی گھوڑے، خچر اور گدھے (پ۱۴ ع ۷) یا کسی نے پوچھا آپ کہاں سے آئے؟ تو جواب دینے کی نیت سے نمازی نے یہ آیت مبارکہ پڑھی وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَۃٍ وَّقَصْرٍ مَّشِیْدٍ۔ یعنی بہت سے کوئیں جو بیکار پڑے ہیں اور بہت سے محل جو گچ کئے ہوئے ہیں (پ۱۷ ع ۱۲) تو اس طرح ان آیات کے پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اول ص۴۱۷ میں ہے یفسدھا کل قصد بہ الجواب کان قیل ما مالک فقال الخیل والبغال والحمیر۔ او من این جئت فقال وبئر معطلۃ وقصر مشید۔

۴۔ نمازی کسی انسان کی موت ہو جانے کی خبر دیا گیا تو جواب کے ارادہ سے یہ آیت پڑھی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز باطل ہو گئی۔ اشباہ ص۲۲ میں ہے اذا اخبر المصلی بموت انسان فقال انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قاصداً لہ بطلت صلاتہ۔

۵۔ جس پر غسل فرض ہے اس نے تلاوت کی نیت سے قرآن پڑھا تو حرام ہے اور اگر ذکر کی نیت سے پڑھا تو نہیں۔ اشباہ ص۵۸ میں ہے۔ لو قرأ الجنب قرأنا فان قصد التلاوۃ حرم۔ وان قصد الذکر فلا۔ اور اسی کتاب میں ص۲۰ پر

ہے قالوا ان القرآن یخرج عن کونہ قرآنا بالقصد فجوز والجنب والحائض قراءۃ ما فیہ من الاذکار بقصد الذکر والادعیۃ بقصد الدعاء یعنی فقہائے کرام نے فرمایا کہ قرآن نیت کے سبب قرآن ہونے سے خارج ہو جاتا ہے تو انھوں نے جنب اور حائضہ کے لئے ان آیتوں کو جن میں اذکار و دعائیں ہیں ذکر اور دعا کی نیت سے پڑھنا جائز قرار دیا ہے۔

۶ - دعا اور ثنا کی نیت سے جنازہ کی نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا جائز ہے اور تلاوت کی نیت سے نہیں جائز ہے جیسا کہ اشباہ صہ۵۸ میں ہے لو قرأ الفاتحۃ فی صلاتہ علی الجنازۃ ان قصد الدعاء والثناء لم یکرہ وان قصد التلاوۃ کرہ۔

۷ - پیسہ حاصل کرنے کی نیت سے قرآن پڑھنے پر ثواب نہیں۔ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں سوم وغیرہ کے موقع پر اجرت پر قرآن پڑھوانا جائز نہیں۔ دینے والا لینے والا دونوں گنہگار۔ اسی طرح اکثر لوگ چالیس روز تک قبر کے پاس یا مکان پر قرآن پڑھوا کر ایصال ثواب کرواتے ہیں۔ اگر اجرت پر ہو یہ بھی ناجائز ہے بلکہ اس صورت میں ایصال ثواب بے معنی بات ہے کہ جب پڑھنے والے نے پیسوں کی خاطر پڑھا تو ثواب ہی کہاں جس کا ایصال کیا جائے۔ اس کا ثواب یعنی بدلہ پیسہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اعمال جتنے ہیں نیت کے ساتھ ہیں۔ جب اللہ کے لئے عمل نہ ہو تو ثواب کی امید بیکار ہے (بہار شریعت حصہ ۱۴ صہ۱۳۹)

اور حضرت علامہ ابن عابدین شامی رضی عنہ ربہ السامی تحریر فرماتے ہیں قال تاج الشریعۃ فی شرح الھدایۃ ان القرآن بالاجرۃ لا یستحق بالثواب لا للمیت ولا للقاری۔ وقال العینی فی شرح الھدایۃ ویمنع القاری للدنیا والآخذ و المعطی اثمان۔ فالحاصل ان ماشاع فی زماننا من قراءۃ الاجزاء بالاجرۃ لا یجوز لان فیہ الامر بالقراءۃ واعطاء الثواب للآمر والقراءۃ لاجل المال فاذا لم یکن للقاری ثواب لعدم النیۃ الصحیحۃ فاین یصل الثواب الی المستاجر (رد المحتار جلد ۵ صہ۳۵)

مسافر اور نیت

۱ ۔ صرف نیت کرنے سے مقیم آدمی مسافر نہیں ہوتا لیکن مسافر مقیم ہو جاتا ہے۔ مثلاً ۹۲ کلومیٹر سے زیادہ کا سفر کر کے کسی شہر میں اس نیت سے داخل ہوا کہ میں پندرہ دن کے اندر یہاں سے چلا جاؤں گا تو وہ شہر میں بھی مسافر رہا۔ مگر پھر اس نے نیت کر لی کہ پندرہ دن کے بعد یہاں سے جاؤں گا۔ تو یہ نیت کرتے ہی وہ مقیم ہو گیا۔ لیکن اب اگر وہ پھر یہ نیت کرے کہ پندرہ دن کے اندر ہی چلا جاؤں گا تو اس نیت سے وہ مسافر نہیں ہو گا جب تک کہ سفر نہ کرے جیسا کہ اشباہ صفحہ ۲۱ میں ہے لا یکون مسافرًا بمجرد النیة ویکون مقیمًا بالنیة۔

۲ ۔ حاجی اگر مکہ شریف اس وقت حاضر ہوا جبکہ یوم الترویہ یعنی ۸ ذوالحجہ پندرہ دن سے کم رہ گیا تو اس صورت میں وہاں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت سے مقیم نہیں ہو گا جیسا کہ بدائع الصنائع جلد اول صفحہ ۹۸ میں ہے ذکر فی کتاب المناسک ان الحاج اذا دخل مکة فی ایام العشر ونوی الاقامة خمسة عشر یوما او دخل قبل ایام العشر لکن بقی الی یوم الترویة اقل من خمسة عشر یوما ونوی الاقامة لا یصح لانه لا بد له من الخروج الی عرفات فلا تتحقق نیة اقامة خمسة عشر یومًا فلا یصح۔

۳ ۔ اسلامی لشکر کسی جنگل میں پڑاؤ ڈال کر باغیوں کا محاصرہ کرے تو اس صورت میں پندرہ دن قیام کی نیت سے مقیم نہ ہو گا۔ درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۵۲۹ میں ہے یصلی رکعتین عسکر حاصر اھل البغی فی دارنا فی غیر مصر مع نیة الاقامة مدتها۔ تلخیصًا

۴ ۔ سمندر یا کسی ایسے جزیرہ میں کہ جہاں آبادی نہیں ہے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرنے سے مقیم نہیں ہو گا جیسا کہ اشباہ صفحہ ۵۴ میں ہے لو نوی الاقامة فی بحر او جزیرة لم تصح۔

۵ ۔ دو جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی اور دونوں مستقل ہوں جیسے مکہ و منیٰ تو مقیم نہ ہوا۔ اور ایک دوسرے کی تابع ہو جیسے شہر اور اس کی فنا تو مقیم ہو گیا (بہار شریعت ج ۴ صف۷۸)

۶ ۔ مسافر نے جس نماز کے اندر اقامت کی نیت وقت میں کی تو وہ نماز بھی پوری چار رکعت پڑھے چاہے نماز کے شروع میں نیت کی ہو یا بیچ میں یا اس کے آخر میں۔ اور نیت کرنے والا منفرد ہو یا مقتدی اور مدرک ہو یا مسبوق جیسا کہ اشباہ صف۵۴ میں ہے اذا نوی المسافر الاقامۃ فی اثناء صلاتہ فی الوقت تحول فرضہ الی الاربع ۔ سواء نواھا فی اولھا او فی اوسطھا او فی اٰخرھا۔ وسواء کان منفردًا او مقتدیًا او مدرکًا او مسبوقًا۔

۷ ۔ مسافر نے ماہ رمضان میں کسی دوسرے واجب روزہ کی نیت کی تو رمضان کا روزہ نہیں ہوگا بلکہ اسی دوسرے واجب کا ہوگا۔ اور نفل کی نیت کی تو اس کے بارے میں دو روایتیں ہیں۔ اور صحیح یہ ہے کہ اس صورت میں رمضان ہی کا روزہ ہوگا جیسا کہ اشباہ صف۲۶ میں ہے اما المسافر فان نوی عن واجب اٰخر وقع عما نوی لا عن رمضان۔ وفی النفل روایتان، والصحیح وقوعہ عن رمضان۔

۸ ۔ مسافر کسی کام کے لئے تیرہ چودہ روز کی نیت سے کسی شہر میں ٹھہرا مگر اتنے روز میں کام نہ ہوا تو پھر بارہ تیرہ روز کی نیت سے ٹھہرا۔ اور پھر اتنے روز میں کام نہ ہوا تو پھر تیرہ چودہ روز کی نیت سے ٹھہرا۔ اس طرح اگر کئی مہینہ بلکہ کئی برسیں گذر جائیں جب بھی اس پر چار رکعت والی فرض نماز کو دو ہی پڑھنا واجب ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صف۱۳۱ میں ہے۔ لو بقی فی المصر سنین علی عزم انہ اذا قضی حاجتہ یخرج ولم ینو الاقامۃ خمسۃ عشر یوما قصر کذا فی التھذیب اھ

زکاۃ اور نیت

۱۔ نیت کے بغیر زکاۃ کی ادائگی صحیح نہیں۔ یعنی کسی غریب کو روپیہ، پیسہ یا کپڑا وغیرہ کوئی سامان دیدیا اور زکاۃ کی نیت نہیں کی تو وہ ادا نہ ہو گی۔ اشباہ ص۱۶ میں ہے اما الزکاۃ فلا یصح اداءھا الا بالنیۃ۔

۲۔ نیت میں اخلاص شرط ہے بغیر اس کے نیت مہمل۔ فی مجمع الانھر الزکاۃ عبادۃ فلا بد فیھا من الاخلاص۔ اور اخلاص کے یہ معنی کہ زکاۃ صرف بہ نیت زکاۃ و ادائے فرض و بجاآوری حکم الٰہی دی جائے۔ اس کے ساتھ اور کوئی امر منافی زکاۃ مقصود نہ ہو (فتاوٰی رضویہ جلد ۴ ص۳۷۸)

۳۔ زکاۃ دیتے وقت یا زکاۃ کے لئے مال علیحدہ کرتے وقت زکاۃ کی نیت شرط ہے نیت کے معنیٰ ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلا تامل بتا سکے کہ زکاۃ ہے (بہار شریعت ج۵ ص۲۱)

۴۔ فقیر کو دینے کے بعد جبکہ زکاۃ کا مال ابھی اس کی ملکیت میں تھا خرچ نہیں ہوا تھا اس وقت دینے والے نے زکاۃ کی نیت کر لی تب بھی زکاۃ ادا ہو جائے گی جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر ص۱۹۰ میں ہے اذا دفع الی الفقیر بلا نیۃ ثم نواہ عن الزکاۃ فان کان المال قائما فی ید الفقیر اجزأہ والا فلا کذا فی معراج الدرایۃ والزاھدی والبحر الرائق والعینی شرح الھدایۃ۔

۵۔ سال پورا ہونے پر کل زکوٰۃ خیرات کر دی اگرچہ زکاۃ کی نیت نہ کی بلکہ نفل کی نیت کی یا کچھ نیت نہ کی زکاۃ ادا ہو گئی (بہار شریعت ج ۵ ص۲۳) اور اشباہ ص۱۶ پر ہے اذا تصدق بجمیع النصاب بلا نیۃ فان الفرض یسقط۔

۶۔ مالدار کو غریب سمجھ کر زکاۃ کی نیت سے مال دیا تو وہ ادا ہو گئی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں۔ بہتیرے غنی فقیر بن کر بھیک مانگتے اور زکاۃ لیتے ہیں۔ دینے والوں کی زکاۃ ادا ہو جائے گی کہ ظاہر پر حکم ہے اور لینے والے کو حرام قطعی ہے (فتاوٰی رضویہ جلد ۴ ص۴۶۹) اور فتاوٰی عالمگیری

جلد اول ص۱۷۷ میں ہے ۔ رآہ فی صف الفقراء فدفع فان ظہر انہ محل الصدقۃ جاز بالاجماع وکذا ان لم یظہر حالہ عندہ۔

۷۔ زکوٰۃ کی ادائگی میں صرف نیت کا اعتبار ہے اگرچہ زبان سے کچھ اور ظاہر کرے۔ مثلاً دل میں زکوٰۃ کا ارادہ کیا اور زبان سے ہبہ یا قرضہ کہہ کر دیا تو مذہب صحیح پر زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ ایسا ہی فتاوٰی رضویہ ج ۴ ص۳۷۸ میں ہے اور حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں لا اعتبار للتسمیۃ فلو سماھا ھبۃ او قرضا تجزیہ فی الاصح (ردالمحتار جلد ۲ ص۱۱)

۸۔ عید کے دن اپنے رشتہ دار وغیرہ کو جنھیں زکوٰۃ دی جاسکتی ہے کچھ روپیہ عیدی کے نام سے دیا اور انھوں نے عیدی ہی سمجھ کر لیا اور اس کے دل میں یہ نیت تھی کہ میں زکوٰۃ دیتا ہوں بلا شبہہ ادا ہوجائے گی (فتاوٰی رضویہ جلد ۴ ص۳۷۸)

۹۔ کسی غریب آدمی پر قرض ہو تو زکوٰۃ کی نیت سے معاف کردینے پر وہ ادا نہ ہوگی ہاں اگر اس طرح کرے تو ادا ہوجائے گی کہ زکوٰۃ کا مال اسے دے پھر اپنا قرض اس سے وصول کرلے۔ اگر دینے سے انکار کرے تو ہاتھ پکڑ کر بھی چھین سکتا ہے۔ درمختار مع شامی جلد دوم ص۱۲ پر ہے حیلۃ الجواز ان یعطی مدیونہ الفقیر زکاتہ ثم یاخذھا عن دینہ ولو امتنع المدیون مدیدہ واخذھا۔

۱۰۔ سونا اور چاندی میں زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے نیت تجارت شرط نہیں اور دوسری چیزوں میں خریداری وغیرہ کا عقد کرنے کے وقت تجارت کی نیت کرنا شرط ہے۔ اور پھر اسی نیت کو باقی رکھنا بھی ضروری ہے۔ لہٰذا سونا اور چاندی میں بہر حال زکوٰۃ واجب ہے ان میں تجارت کی نیت کرے یا نہ کرے۔ اور دوسری چیزوں میں اگر عقد کے وقت تجارت کی نیت نہیں تھی بلکہ بعد میں کی تو وہ تجارت کے لئے نہ ہوگی جب تک کہ ایسی چیز کے بدلے نہ بیچے کہ جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ اشباہ ص۱۹ میں ہے تشترط نیۃ التجارۃ فی العروض ولا بد ان تکون مقارنۃ للتجارۃ۔

علامہ سید احمد حموی تحریر فرماتے ہیں قولہ ولا بد ان تکون الخ۔ لکن لا تجب

الزکاۃ الا اذا اتجرلان التجارۃ فعل لا یتم بمجرد النیۃ۔ وتحقیق الکلام فی ھذا المقام ان الزکاۃ قد اعتبر فی نصابھا النماء۔ والنماء علی قسمین خلق وفعلی۔ فالاول الذھب والفضۃ والثانی مایکون باعداد العبد کالعروض۔ فالاول لایحتاج الی نیۃ التجارۃ والثانی یحتاج الیھا غیران التجارۃ من اعمال الجوارح فلا یتحقق بمجرد النیۃ بل لابد من اتصالھا بعمل ھو تجارۃ حتی لو اشتری ثیابا للبذلۃ ثم نوی بہ التجارۃ لاتکون لھا مالم یبعھا لیکون بدلھا للتجارۃ (غمز العیون ج ۱ ص۲۷)

اور اگر خریداری کے وقت تجارت کی نیت تھی پھر بعد میں یہ نیت کرلی کہ اپنے کام میں لائیں گے تو زکاۃ واجب نہ ہوگی۔ غمز العیون میں اسی ص۲۷ پر ہے لو نوی فیما ھو للتجارۃ ان یکون للخدمۃ حیث یصح بمجرد النیۃ۔

۱۱۔ کوئی چیز اپنے کام میں لانے کے لئے اس نیت سے خریدی کہ اگر نفع ملے گا تو بیچ ڈالیں گے اس صورت میں اس چیز کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی جیسا کہ حضرت علامہ حصکفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں لو اشتری شیئا للقنیۃ ناویا انہ ان وجد ربحا باعہ لا زکاۃ علیہ (درمختار مع شامی ج ۲ ص۱۴)

۱۲۔ جو سامان وراثت میں ملا اس میں تجارت کی نیت بالاجماع صحیح نہیں۔ ہاں جب اس میں تجارت کی نیت سے تصرف کرے گا تو زکاۃ واجب ہوگی۔ غمز العیون ج ۱ ص۲۷ میں ہے اما العرض المملوک بالارث فلا تصح فیہ نیۃ التجارۃ اجماعا الا اذا تصرف فیہ فتجب الزکاۃ کما فی شرح المجمع۔ یعنی ونوی وقت التصرف ان یکون بذلۃ للتجارۃ ولا تکفیہ النیۃ السابقۃ۔

۱۳۔ اگر چرائی کے جانوروں کا وارث ہوا تو سال گذرنے سے اس پر زکاۃ واجب ہوگی نیت کرے یا نہ کرے۔ غمز العیون ج ۱ ص۲۷ میں ہے لو ورث سائمۃ کان علیہ الزکاۃ اذا حال الحول نوی اولم ینو۔

۱۴۔ جس عقد میں تبادلہ ہی نہ ہو جیسے ہبہ، وصیت اور صدقہ۔ یا تبادلہ ہو مگر مال

سے تبادلہ نہ ہو جیسے مہر اور بدل خلع۔ ان دونوں قسم کے عقد کے ذریعہ اگر کسی چیز کا مالک ہوا تو اس میں نیت تجارت صحیح نہیں۔ یعنی اگرچہ تجارت کی نیت کرے زکوٰۃ واجب نہیں (بہار شریعت حصہ ۵ صـ۱۸) اور اشباہ صـ۱۶ میں ہے لو قارنت ما لیس بدل مال بمال کالھبۃ والصدقۃ والخلع والمھر والوصیۃ لا تصح علی الصحیح۔

۱۵۔ باپ نے جو زیور نابالغہ بچی کی نیت سے بنوایا اس زیور کی زکوٰۃ نہ باپ پر واجب ہے اور نہ بچی پر۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ جو زیور بچوں کو ہبہ کر دیا گیا اس کی زکوٰۃ نہ اس پر نہ بچوں پر۔ اس پر اس لئے نہیں کہ یہ مالک نہیں۔ ان پر اس لئے نہیں کہ وہ بالغ نہیں (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صـ۴۱۸) اور تحریر فرماتے ہیں کہ اگر لڑکی نابالغہ تھی تو جو کچھ اس کی نیت سے بنوایا ملک دختر ہو گیا۔ باپ کا اس نیت سے یہ تصرف ہی اس وقت قائم مقام ہبہ ہے اور باپ کا قبضہ ہی نابالغ کا قبضہ ہے۔ ہبہ تام و کامل ہو گیا (فتاویٰ رضویہ ج ۷ صـ۵۲۲)

۱۶۔ اگر نابالغ لڑکیوں کی نیت سے زیور بنوایا مگر انھیں اس کا مالک نہیں قرار دیا بلکہ اپنی ہی ملکیت میں رکھا تو اگرچہ لڑکیوں کو پہننے کے لئے دیا ہو اور یہ نیت بھی ہو کہ شادی کے موقع پر ان کو جہیز میں دیں گے پھر بھی اس کی زکوٰۃ بنوانے والے ہی پر واجب ہے۔ ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صـ۴۱۹ میں ہے۔

۱۷۔ طالب علم دین کو اگر زکوٰۃ کی نیت سے مال دیا تو وہ ادا ہو جائے گی۔ اگرچہ طالب علم صاحب نصاب ہو۔ بلکہ ان کو دینے میں ایک کے بدلے کم سے کم سات سو کا ثواب ہے۔ حدیث شریف میں ہے یجوز دفع الزکوٰۃ لطالب العلم وان کان لہ نفقۃ اربعین سنۃ (ردالمحتار جلد دوم صـ۵۹) اور فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صـ۴۵۰ پر ہے کہ طالب علم دین کی اعانت میں کم سے کم ایک کے سات سو۔ قال اللہ تعالیٰ مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضاعف لمن یشاء واللہ واسع علیم۔ درمختار میں ہے فی سبیل اللہ ھو منقطع الغزاۃ وقیل الحاج وقیل طلبۃ العلم اھ

روزہ اور نیت

۱۔ روزہ صحیح ہونے کے لئے ہر دن اس کی نیت کرنا شرط ہے جیسا کہ علامہ ابن نجیم مصری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں اما النیۃ فی الصوم فشرط صحتہ لکل یوم (اشباہ ص۱۶)

۲۔ ادائے روزۂ رمضان، نذر معین اور نفلی روزوں کے لئے نیت کا وقت سورج ڈوبنے کے بعد سے ضحوۂ کبریٰ شروع ہونے سے پہلے تک ہے۔ لہٰذا جس وقت سورج خط نصف النہار شرعی پر پہنچ گیا اس وقت کسی نے نیت کی تو روزہ نہ ہوا۔ درمختار مع شامی جلد دوم ص۸۵ میں ہے یصح اداء صوم رمضان والنذر المعین والنفل بنیۃ من اللیل الی الضحوۃ الکبریٰ لا بعدھا ولا عندھا۔

نفلی روزوں سے یہاں مراد ہے فرض اور واجب کے علاوہ۔ چاہے وہ روزے سنت ہوں یا مستحب یا مکروہ۔ ان سب کے لئے نیت کا یہی وقت ہے۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں قولہ والنفل المراد بہ ما عدا الفرض والواجب اعم من ان یکون سنۃ او مندوبا او مکروھا. بحر و نہر (ردالمحتار ج ۲ ص۸۵)

۳۔ رمضان کی ادا اور نفل و نذر معین مطلقاً روزہ کی نیت سے ہو جاتے ہیں خاص انھیں کی نیت ضروری نہیں۔ یوہیں نفل کی نیت سے بھی ادا ہو جاتے ہیں بلکہ غیر مریض و مسافر نے رمضان میں کسی اور واجب کی نیت کی جب بھی اسی رمضان کا ہوگا (بہار شریعت حصہ ۵ ص۱۰) اور درمختار مع شامی جلد ۲ ص۸۵ میں ہے یصح اداء صوم رمضان والنذر المعین والنفل بمطلق النیۃ ای نیۃ الصوم وبنیۃ نفل وبخطأ فی وصف کنیۃ واجب اٰخر فی اداء رمضان فقط الا اذا وقعت النیۃ من مریض او مسافر۔

۴۔ ادائے رمضان، نذر معین اور نفل کے علاوہ باقی روزے مثلاً قضائے رمضان نذر غیر معین اور نفل کی قضا (یعنی نفلی روزہ رکھ کر توڑ دیا تھا اس کی قضا) اور نذر معین کی

قضا اور کفارہ کی قضا کا روزہ اور حرم میں شکار کرنے کی وجہ سے جو روزہ واجب ہوا وہ اور حج میں وقت سے پہلے سر منڈانے کا روزہ اور تمتع کا روزہ۔ ان سب میں عین صبح چمکتے وقت یا رات میں نیت کرنا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ جو روزہ رکھنا ہے خاص اس معین کی نیت کرے (بہار شریعت حصہ ۵ صفحہ ۱۰۳) اور در مختار میں ہے

والشرط للباقی من الصیام قران النیۃ للفجر ولو حکما وھو تبییت النیۃ للضرورۃ۔

حضرت علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں قولہ والشرط للباقی من الصیام ای من انواعہ ای الباقی منھا بعد الثلاثۃ وھو قضاء رمضان والنذر المطلق وقضاء النذر المعین والنفل بعد افسادہ والکفارات وما الحق بھا من جزاء الصید والحلق والمتعۃ (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۸۷)

۵۔ شعبان کی تیسویں تاریخ کو نفل خالص کی نیت سے روزہ رکھ سکتے ہیں اور نفل کے سوا کوئی دوسرا روزہ رکھا تو مکروہ ہے (بہار شریعت حصہ ۵ صفحہ ۱۰۳)

۶۔ رمضان میں مکلف مقیم نے ادائے روزۂ رمضان کی نیت سے روزہ رکھا اور بلا عذر شرعی قصداً توڑ دیا تو روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں (درمختار وغیرہ)

۷۔ روزہ توڑنے سے کفارہ لازم ہونے میں شرط یہ ہے کہ رات ہی سے روزۂ رمضان کی نیت کی ہو۔ اگر دن میں نیت کی اور توڑ دیا تو کفارہ لازم نہیں (جوہرہ بحوالۂ بہار شریعت حصۂ ۵ صفحہ ۱۲۰)

۸۔ حیض و نفاس والی عورت صبح صادق کے بعد پاک ہو گئی اگرچہ ضحوۂ کبریٰ سے پیشتر اور روزہ کی نیت کر لی تو اس دن کا روزہ نہیں ہو گا نہ فرض، نہ نفل۔ اور مریض یا مسافر نے نیت کر لی تو ان کا روزہ ہو گیا۔ حضرت علامہ حصکفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں

لو نوی المسافر والمجنون والمریض قبل الزوال صح عن الفرض۔ ولو نوی الحائض والنفساء لم یصح اصلاً للمنافی اول الوقت وھو لا یتجزی (درمختار مع شامی مطبوعہ نعمانیہ صفحہ ۱۰۷ ج ۲)

اعتکاف اور نیت

۱۔ اعتکاف صحیح ہونے کے لئے نیت شرط ہے۔ چاہے وہ واجب ہو یا سنت یا نفل جیسا کہ اشباہ ص۱۷ میں ہے اما الاعتکاف فھی شرط صحتہ واجبا کان او سنۃ او نفلا۔

۲۔ واجب اعتکاف جو صرف منت ماننے سے لازم ہوتا ہے۔ اس کے لئے الفاظ زبان سے کہنا ضروری ہے۔ صرف دل میں نیت کرنے سے واجب نہیں ہوگا۔ در مختار میں ہے وھو واجب بالنذر بلسانہ۔ علامہ شامی فرماتے ہیں قولہ بلسانہ فلا یکفی لایجابہ النیۃ (رد المحتار جلد دوم ص۱۲۹)

۳۔ اگر کسی نے دو رات کے اعتکاف کی منت مانی اور کچھ نیت نہیں کی تو اس پر دو رات کے ساتھ دو دن کا بھی اعتکاف لازم ہوگا جیسا کہ ملک العلماء حضرت امام علاء الدین کاسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں لو قال للہ علی ان اعتکف لیلتین ولانیۃ لہ یلزمہ اعتکاف لیلتین مع یومیھما وکذٰلک لو قال ثلاث لیال اواکثر من ذٰلک من اللیالی (بدائع الصنائع جلد دوم ص۱۱۰)

۴۔ سنت اعتکاف جو ماہ رمضان کی پوری آخری دہائی میں کیا جاتا ہے اور مستحب اعتکاف جس کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں۔ ان دونوں کے لئے صرف دل سے نیت کر لینا کافی ہے۔ زبان سے کہنا ضروری نہیں۔ اور کہہ لے تو بہتر ہے۔ (کتب عامہ)

۵۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں ہمیشہ چاہئے کہ جب نماز کے لئے مسجد میں آئے تو اعتکاف کی نیت کر لے کہ یہ دوسری عبادت مفت حاصل ہو جائے گی (فتاوٰی رضویہ جلد ۴ ص۶۶۱)

نکاح اور نیت

۱۔ نکاح صحیح ہونے کے لئے نیت شرط نہیں۔ لہٰذا ہنسی مذاق میں نکاح کیا تب بھی وہ ہو جائے گا جیسا کہ اشباہ ص۱۸ میں ہے لم تکن النیۃ فیہ شرط صحتہ۔ قالوا یصح النکاح مع الھزل۔

۲۔ حصول اولاد اور زناکاری سے اپنے آپ کو یا عورت کو بچانے کی نیت سے۔ یا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور ان کی پیروی کے ارادہ سے نکاح کرے گا تو ثواب پائے گا۔ درمختار میں ہے یثاب ان نوی تحصینا و ولدا۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں قولہ ویثاب ان نوی تحصینا ای منع نفسہ و نفسھا عن الحرام وکذا لو نوی مجرد الاتباع وامتثال الامر (ردالمحتار ج۲ ص۲۶۱)

طلاق اور نیت

۱۔ طلاق کے لئے زبان سے کہنا یا لکھنا ضروری ہے۔ صرف نیت کرنے سے طلاق واقع نہ ہوگی اشباہ صـ۵۱ پر ہے اما الطلاق والعتاق فلا یقعان بالنیة بل لابد من التلفظ (والقلم احد اللسانین)

۲۔ لفظ صریح مثلاً میں نے تجھے طلاق دی، تجھے طلاق ہے، تو مطلقہ ہے، تو طالق ہے۔ میں تجھے طلاق دیتا ہوں، اے مطلقہ۔ ان سب سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اگرچہ کچھ نیت نہ کی ہو یا بائن کی نیت کی یا ایک سے زیادہ کی نیت کی ہو (بہار شریعت حصہ ۸ صـ۱ بحوالہ درمختار وغیرہ)

۳۔ اگر لفظ طلاق کئی بار کہا اور استیناف وتاکید کی نیت نہ کی تو قضاءً تین طلاقیں واقع ہوں گی غمز العیون ج ۱ صـ۱۸۸ میں ہے لو کرر لفظ الطلاق ولم ینو الاستیناف ولا التاکید یقع الکل قضاءً۔

۴۔ اگر بیوی سے کہا تو مجھ پر میری ماں کے مثل ہے یا ماں کی طرح ہے تو اس کی نیت کے مطابق حکم ہوگا۔ اگر تعظیم کی نیت کی ہے تو تعظیم ہے، ظہار کی نیت کی ہے تو ظہار ہے، طلاق کی نیت کی ہے تو بائن واقع ہوگی اور کچھ نیت نہیں کی تو کچھ نہیں۔ اگر جھوٹ بولے گا تو وبال اس پر ہوگا۔ اشباہ صـ۵۷، ۵۸ میں ہے لو قال انت علی مثل امی او کامی رجع الی قصدہ لینکشف حکمہ۔ فان قال اردت الکرامة فھو کما قال۔ وان قال اردت الظھار فھو ظھار وان قال اردت الطلاق فھو طلاق بائن۔ وان لم تکن لہ نیة فلیس بشیٔ۔ اھ تلخیصاً

۵۔ اگر صرف لفظ "جا" طلاق کی نیت سے کہا تو بائن واقع ہوگی (بہار شریعت ج ۸ صـ۱۲)

۶۔ کہا تو میری ماں کی طرح مجھ پر حرام ہے۔ تو اگر ظہار کی نیت کی تو ظہار ہے اور طلاق کی نیت کی تو طلاق۔ جیسا کہ اشباہ صـ۵۸ پر ہے لو قال انت علی حرام کامی و نوی ظھارا او طلاقا فھو علی ما نوی۔

۷۔ اپنی عورت سے کہا تو مجھ پر حرام ہے تو ایک بائن طلاق ہوگی اگرچہ نیت نہ کی ہو۔ یوں ہی اگر یہ کہا میں تجھ پر حرام ہوں اور طلاق کی نیت نہ کی تو واقع ہو گئی (بہار شریعت جلد ۸ صـ۱۳)

۸۔ طلاق کی نیت سے کہا دوسرے سے نکاح کر دو تو طلاق بائن واقع ہوگی ۔۔۔۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا برکاتی محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں کہ عالمگیریہ میں عنایہ سے ہے لوقال تزوجی ونوی الطلاق او الثلاث صح وان لم ینوشیئا لم یقع ۔ ردالمحتار میں شرح جامع صغیر امام قاضی خاں سے ہے لوقال اذھبی فتزوجی وقال لم انو الطلاق لا یقع شیئ (فتاوی رضویہ ج ۵ صـ۵۲۵)

۹۔ کہا وہ میری بیوی نہیں۔ تو طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ طلاق کی نیت ہو جیسا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں کہ "نہ وہ میری بیوی ہے" مذہب مختار پر اصلاً الفاظ طلاق سے نہیں یہاں تک کہ بہ نیت طلاق بھی کہے تاہم واقع نہ ہوگی عالمگیری میں ہے لو قال توزن من نیئ لا یقع وان نوی ھو المختار کذا فی جواھر الاخلاطی ۔۔۔۔ (فتاوی رضویہ جلد ۵ صـ۵۲۸)

۱۰۔ بیوی سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ اگر طلاق کی نیت سے کہا تو بائن واقع ہوگی ورنہ نہیں (فتاوی رضویہ جلد ۵ صـ۵۴۲)

۱۱۔ اگر اشارہ کر کے کہا تجھے اتنی۔ اور طلاق کی نیت ہے تو واقع ہو جائے گی اگرچہ طلاق کا لفظ نہ بولا (بہار شریعت حصہ ۸ صـ۱۶)

۱۲۔ عورت نے کہا مجھے طلاق دیدے، مجھے طلاق دیدے، مجھے طلاق دیدے۔ شوہر نے کہا دیدی تو ایک طلاق واقع ہوئی اور تین کی نیت کی تو تین (بہار شریعت حصہ ۸ صـ۲۰-۲۱)

۱۳۔ مجھے تیری حاجت نہیں، مجھے تجھ سے سروکار نہیں، تجھ سے مجھے کام نہیں، غرض نہیں، مطلب نہیں، تو مجھے درکار نہیں، تجھ سے مجھے رغبت نہیں، میں تجھے نہیں چاہتا۔ ان الفاظ سے طلاق نہ ہوگی اگرچہ نیت کرے (بہار شریعت حصہ ۸ صـ۲۳ بحوالہ فتاوی رضویہ)

قربانی اور نیت

۱۔ قربانی صحیح ہونے کے لئے نیت کا ہونا ضروری ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر ص۱۴ میں ہے اما الضحایا فلا بد فیہا من النیۃ۔ اور اس میں نیت کی چند صورتیں ہیں۔

(الف) جانور کی خریداری اور ذبح دونوں وقتوں میں قربانی کی نیت کی۔ اس صورت میں قربانی کا صحیح ہونا بالکل واضح ہے۔

(ب) صرف خریداری کے وقت نیت کی اور ذبح کے وقت نہ کی۔ اس صورت میں بھی قربانی صحیح ہو جائے گی۔ جیسے کہ قربانی کی نیت سے جانور خریدا پھر مالک نے اجازت نہیں دی اور دوسرے نے قربانی کی نیت کے بغیر ذبح کر دیا تو مالک نے گوشت لے لیا اور ذبح کرنے والے سے تاوان نہیں لیا۔ الاشباہ ص۲۲ میں ہے لو اشتراھا بنیۃ الاضحیۃ فذبحھا غیرہ بلا اذن فان اخذھا مذبوحۃ ولم یضمنہ اجزأتہ۔

(ج) صرف ذبح کے وقت قربانی کی نیت کی اور خریداری کے وقت نہ کی۔ اس صورت میں بھی قربانی جائز ہو جائے گی۔ مثلاً تجارت کے لئے جانور خریدا پھر اسے قربانی کی نیت سے ذبح کیا جیسا کہ غمز العیون جلد اول ص۳۷ میں ہے لو اشتراھا للتجارۃ مثلا فی یوم الاضحیۃ وذبحھا ونوی الاضحیۃ تجزیہ۔

(د) خریداری اور ذبح کسی وقت میں قربانی کی نیت نہیں کی۔ اس صورت میں قربانی کا صحیح نہ ہونا بالکل ظاہر ہے۔

۲۔ جو مالک نصاب نہیں ہے اس نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا تو اس پر اس خاص جانور کی قربانی کرنا واجب ہے (فتاوٰی رضویہ جلد ۸ ص۴۶۵) اور اشباہ ص۱۷ میں ہے ان کان فقیرا وقد اشتراھا بنیتھا تعینت فلیس لہ بیعھا۔

۳۔ غریب مسلمان جانور کا مالک تھا اور اس کی قربانی کی نیت کر لی۔ یا خریدنے کے وقت قربانی کی نیت نہیں تھی بعد میں نیت کر لی تو اس نیت سے قربانی واجب نہیں ہوگی

(بہارِ شریعت حصہ ۱۵ ص ۱۳۲) اور شامی ج ۵ ص ۲۰۴ میں ہے لوکانت فی ملکہ فنوٰی ان یضحی بہا اواشتراھا ولم ینوا الاضحیۃ وقت الشراء ثم نوی بعد ذٰلک لا یجب۔

۴۔ مالکِ نصاب نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا تو خاص اسی جانور کی قربانی کرنا اس پر لازم نہیں (فتاوٰی رضویہ جلد ۸ ص ۳۹۳)

۵۔ صاحبِ نصاب نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا پھر اس کے بدلے اس سے کم قیمت کے جانور کی قربانی کی تو یہ جائز نہیں۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو قربانی ہو گئی لیکن دونوں جانوروں کی قیمتوں کے درمیان جو فرق ہے اسے اتنے روپئے کے صدقہ کرنے کا حکم ہے۔ مثلاً دو ہزار روپئے میں جانور خریدا پھر اس کے بدلے ڈیڑھ ہزار کی قربانی کر دی تو پانچ سو روپئے صدقہ کرے۔ ایسا ہی فتاوٰی رضویہ جلد ۸ ص ۴۶۲ میں ہے۔

۶۔ اس نیت سے اونٹ یا گائے وغیرہ بڑا جانور خریدا کہ اور لوگ چاہیں گے تو ان کو بھی اس کی قربانی میں شریک کرلوں گا۔ یہ صورت جائز ہے (فتاوٰی رضویہ جلد ۸ ص ۴۶۳)

۷۔ اس نیت سے بڑا جانور خریدا کہ اپنی طرف سے قربانی کروں گا دوسرے حصہ دار کو اس میں شریک نہیں کروں گا۔ پھر بعد میں شریک کرلیا تو یہ صورت بھی جائز ہے۔ ہدایہ جلد چہارم ص ۴۲۹ میں ہے لو اشتری بقرۃ ان یضحی بہا عن نفسہ ثم اشرک فیہا ستۃ معہ جاز۔

۸۔ غیر صاحبِ نصاب نے اگر اس نیت سے بڑا جانور خریدا کہ کل حصہ میں اپنی طرف سے قربانی کروں گا تو وہ کسی کو اس جانور میں شریک نہیں کرسکتا جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری مع بزازیہ جلد ۵ ص ۳۳۷ میں ہے ان کان فقیرا معسرا فقد اوجب بالشراء فلا یجوز ان یشرک فیہا۔

۹۔ بڑے جانور میں اگر کوئی حصہ دار گوشت کی نیت سے شریک ہوا اور تقرب الی اللہ کی نیت نہیں کی۔ یا وہابی وغیرہ کوئی کافر و مرتد شریک ہوا تو کسی کی قربانی نہ ہوئی۔ فتاوٰی رضویہ جلد ۸ ص ۴۶۲ میں ہے فی التنویر ان کان شریک الستۃ نصرانیا او مرید اللحم لم یجز عن واحد۔

۱۰ - کچھ حصہ قربانی کی نیت سے اور کچھ حصہ عقیقہ کی نیت سے بڑے جانور کو ذبح کرنا جائز ہے۔ قربانی اور عقیقہ دونوں صحیح ہو جائیں گے (فتاوی رضویہ ج ۸ ص ۲۶۹)

۱۱ - قربانی کی کھال مسجد میں صرف کرنے کی نیت سے دینا جائز ہے۔ اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں چرم قربانی مسجد میں دے سکتے ہیں لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وائتجروا۔ رواہ ابوداؤد عن نبشۃ الھذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پھر مہتمان مسجد کو اختیار ہے کہ اسے بیچ کر مسجد کے جس کام میں چاہیں لائیں اگرچہ امام یا مؤذن یا فراش کی تنخواہ میں لانہ صار ملک المسجد فانقطع حکم الاضحیۃ (فتاوی رضویہ ج ۸ ص ۴۸۶)

۱۲ - قربانی کی کھال صدقہ کرنے کی نیت سے بیچ کر مسجد یا مدرسہ میں دیا تو بلا حیلہ شرعی اس رقم کا ان میں خرچ کرنا جائز ہے۔ فتاوی عالمگیری جلد ۵ ص ۲۶۵ میں ہے لو باعھا بالدراھم لیتصدق بھا جاز لانہ قربۃ کالتصدق کذا فی التبیین وھکذا فی الھدایۃ۔

۱۳ - قربانی کی کھال اپنی ذات پر یا اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنے کی نیت سے بیچا تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے اور اب اسے بلا حیلہ شرعی مسجد یا مدرسہ میں خرچ کرنا جائز نہیں کفایہ علی فتح القدیر جلد ۸ ص ۴۳۷ میں ہے اذا تمولھا بالبیع وجب التصدق کذا فی الایضاح۔

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں اگر کھالیں اپنے صرف میں لانے کے لئے داموں کو بیچ ڈالیں تو یہ دام مسجد میں صرف نہیں ہو سکتے بلکہ مساکین کو دیئے جائیں جس مسکین کو دے وہ اپنی طرف سے مسجد میں لگا دے تو مضائقہ نہیں وذلک لان الطریق فی الجلود اما لادخار واما الانتجار فاذا اعطاھا المسجد او باعھا لامور القرب واعطی الثمن فیہ فقد اتی بما ینبغی۔ اما اذا باعھا للتمول فقد خالف فما حصل خبیث وسبیلہ التصدق وانما التصدق تملیک للفقیر اما اذا ملک فقیرا فاعطی المسجد فلا حرج فان الصدقۃ

قد بلغت محلها (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص۴۷۲)

۱۴۔ قربانی کی کھال زکاۃ کی نیت سے کسی کو نہیں دے سکتے (فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص۴۸۶)

۱۵۔ قربانی کی نیت سے جانور ذبح کیا اور اس وقت جو دعا پڑھی جاتی ہے وہ نہ پڑھی تو اس صورت میں بھی قربانی ہو جائے گی کما ھو الظاھر من الکتب الفقھیۃ۔ اور حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان عقیقہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ عقیقہ میں جانور ذبح کرتے وقت ایک دعا پڑھی جاتی ہے اسے پڑھ سکتے ہیں اور یاد نہ ہو تو بغیر دعا پڑھے ذبح کرنے سے عقیقہ ہو جائے گا (بہار شریعت حصہ ۱۵ مسئلہ آخر)

۱۶۔ جو مالک نصاب نہیں ہے اس نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا اور قربانی کے دن نکل گئے تو چونکہ اس پر اسی معین جانور کی قربانی واجب ہے۔ لہٰذا اس جانور کو زندہ صدقہ کر دے۔ اور اگر ذبح کر ڈالا تو سارا گوشت صدقہ کر دے اس میں سے کچھ نہ کھائے۔ اور اگر کچھ کھا لیا ہے تو جتنا کھایا ہے اس کی قیمت صدقہ کرے۔ اور اگر ذبح کئے ہوئے جانور کی قیمت زندہ جانور سے کچھ کم ہے تو جتنی کمی ہے اسے بھی صدقہ کرے (بہار شریعت ح۱۵ ص۱۳۸)

۱۷۔ دوسرے کی قربانی کا بکرا بغیر اس کی اجازت کے قصداً ذبح کر دیا تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ مالک کی طرف سے اس نے قربانی کی یا اپنی طرف سے۔ اگر مالک کی نیت سے قربانی کی تو اس کی قربانی ہو گئی۔ اس صورت میں مالک اس سے تاوان نہیں لے سکتا۔ اور اگر اس نے اپنی طرف سے قربانی کی اور ذبح شدہ بکرا لینے پر مالک راضی ہے تو قربانی مالک کی جانب سے ہوئی اور ذبح کرنے والے کی نیت کا اعتبار نہیں۔ اور مالک اگر اس پر راضی نہیں بلکہ بکرا کا تاوان لیتا ہے تو مالک کی قربانی نہیں ہوئی بلکہ ذبح کرنے والے کی ہوئی کہ تاوان دینے سے بکری کا مالک ہو گیا اور اس کی اپنی قربانی ہو گئی (بہار شریعت حصہ ۱۵ ص۱۴۷ بحوالہ در مختار و رد المحتار)

۱۸۔ نام و نمود کے لئے بہت اچھے جانور کی قربانی کی تو وہ مقبول نہ ہو گی۔

ایک کام میں کئی نیتوں کا ثواب

۱۔ اگر جمعہ کے دن عید ہو اور جنب یعنی جس پر غسل فرض ہو وہ جمعہ، عید اور جنابت کی نیت سے غسل کرے تو ہر ایک کا ثواب پائے گا جیسا کہ طحطاوی علی مراقی ص۱۱۷ پر ہے۔ ان جمع بین عبادات الوسائل فی النیة صح کما لو اغتسل لجنابة وعید وجمعة اجتمعت ونال ثواب الکل۔ اور اشباہ ص۳۹ میں ہے لو اغتسل الجنب یوم الجمعة للجمعة ولرفع الجنابة ارتفعت جنابته وحصل له ثواب غسل الجمعة۔

۲۔ ایک نماز دو یا اس سے زیادہ نفل نمازوں کی نیت سے پڑھی۔ مثلاً دو رکعت فجر کی سنت کے ساتھ تحیۃ الوضو یا تحیۃ المسجد کی نیت کی۔ یا تینوں کی نیت کی۔ یا چاشت کے وقت میں گرہن لگا تو تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد، چاشت اور کسوف سب کی نیت سے ایک نماز پڑھی تو ہر ایک کا ثواب ملے گا۔ اشباہ ص۴۱ میں ہے اذا نوی نافلتین کما اذا نوی برکعتی الفجر التحیة والسنة اجزأت عنهما ــــــــ اور سید العلماء حضرت سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تحریر فرماتے ہیں یصح لو نوی نافلتین او اکثر کما لو نوی تحیة مسجد وسنة ووضوء وضحی وکسوف (طحطاوی علی مراقی ص۱۱۷)

۳۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا برکاتی محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں نیة المؤمن خیر من عمله۔ مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے رواہ البیہقی عن انس والطبرانی فی الکبیر عن سهل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنهما۔ اور بیشک جو علم نیت جانتا ہے ایک ایک فعل کو اپنے لئے کئی کئی نیکیاں کرسکتا ہے۔ مثلاً جب نماز کے لئے مسجد کو چلا اور صرف یہی قصد ہے کہ نماز پڑھوں گا تو بیشک اس کا یہ چلنا محمود۔ ہر قدم پر نیکی لکھیں گے۔ اور دوسرے پر گناہ مٹائیں گے۔ مگر نیت کا جاننے والا اس ایک ہی فعل میں اتنی نیت کرسکتا ہے (۱) اصل مقصود یعنی نماز کو جاتا ہوں (۲) خانۂ خدا کی زیارت کروں گا۔

(۳) شعار اسلام ظاہر کرتا ہوں (۴) داعی الی اللہ کی اجابت کرتا ہوں (۵) تحیۃ المسجد پڑھنے جاتا ہوں (۶) مسجد سے خس و خاشاک وغیرہ دور کروں گا (۷) اعتکاف کرنے جاتا ہوں کہ مذہب مفتیٰ بہ پر اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں۔ اور ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے۔ جب سے داخل ہو باہر آنے تک اعتکاف کی نیت کرلے۔ انتظار نماز و ادائے نماز کے ساتھ اعتکاف کا بھی ثواب پائے گا (۸) امر الٰہی خذوا زینتکم عند کل مسجد کے امتثال کو جاتا ہوں (۹) جو وہاں علم والا ملے گا اس سے مسائل پوچھوں گا، دین کی باتیں سیکھوں گا (۱۰) جاہلوں کو مسئلہ بتاؤں گا، دین سکھاؤں گا (۱۱) جو علم میں میرے برابر ہو گا اس سے علم کی تکرار کروں گا (۱۲) علماء کی زیارت (۱۳) نیک مسلمانوں کا دیدار (۱۴) دوستوں سے ملاقات (۱۵) مسلمانوں سے میل (۱۶) جو رشتہ دار ملیں گے ان سے بکشادہ پیشانی مل کر صلۂ رحم۔ (۱۷) اہل اسلام کو سلام (۱۸) مسلمانوں سے مصافحہ کروں گا (۱۹) ان کے سلام کا جواب دوں گا (۲۰) نماز جماعت میں مسلمانوں کی برکتیں حاصل کروں گا (۲۱-۲۲) مسجد میں جاتے نکلتے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام عرض کروں گا بسم اللہ الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ (۲۳-۲۴) دخول و خروج میں حضور و آل حضور و ازواج حضور پر درود بھیجوں گا اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد وعلی ازواج سیدنا محمد (۲۵) بیمار کی مزاج پرسی کروں گا (۲۶) اگر کوئی غم والا ملے گا تعزیت کروں گا (۲۷) جس مسلمان کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا اسے یرحمک اللہ کہوں گا (۲۸-۲۹) امر بالمعروف و نہی عن المنکر کروں گا (۳۰) نمازیوں کے وضو کے لئے پانی دوں گا (۳۱-۳۲) خود مؤذن ہے۔ یا مسجد میں کوئی مؤذن مقرر نہیں تو نیت کرے کہ اذان و اقامت کہوں گا۔ اب اگر یہ کہنے نہ پایا۔ دوسرے نے کہہ دی تاہم اپنی نیت پر اذان و اقامت کا ثواب پاچکا فقد وقع اجرہ علی اللہ (۳۳) جو راہ بھولا ہو گا اسے راستہ بتاؤں گا (۳۴) اندھے کی دستگیری کروں گا (۳۵) جنازہ ملا تو اس کی نماز پڑھوں گا (۳۶) موقع پایا تو دفن تک ساتھ جاؤں گا (۳۷) دو مسلمانوں میں نزاع ہوئی تو حتی الوسع صلح کراؤں گا (۳۸-۳۹) مسجد میں جاتے وقت داہنے اور نکلنے

کے وقت بائیں پاؤں کی تقدیم سے اتباع سنت کروں گا (۴۰) راہ میں جو لکھا ہوا کاغذ پاؤں گا اٹھا کر ادب سے رکھ دوں گا الیٰ غیر ذلک من نیات کثیرۃ ـــــ جو ان ارادوں کے ساتھ گھر سے مسجد کو چلا وہ صرف حسنۂ نماز کے لئے نہیں جاتا بلکہ ان چالیس حسنات کے لئے جاتا ہے۔ تو گویا اس کا یہ چلنا چالیس طرف چلنا ہے۔ اور ہر قدم چالیس قدم۔ پہلے اگر ہر قدم ایک نیکی تھی اب چالیس نیکیاں ہوں گی (فتاویٰ رضویہ جلد دوم ص ۶۸۱)

تصنیفات فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد صاحب قبلہ امجدی

فتاویٰ فیض الرسول اول، فتاویٰ فیض الرسول دوم، فتاویٰ برکاتیہ، انوار الحدیث (اردو، ہندی)، بزرگوں کے عقیدے، فقہی پہیلیاں، خطبات محرم، تعظیم نبی (علیہ السلام۔ عربی، اردو، ہندی)، معارف القرآن، حج و زیارت، انوار شریعت (اردو، ہندی، انگریزی، بنگلہ)، ضروری مسائل، غیر مقلدوں کے فریب، علم اور علماء، سید الاولیاء، باغِ فدک اور حدیث قرطاس، محققانہ فیصلہ (اردو، ہندی، گجراتی)، بدمذہبوں سے رشتے (اردو، ہندی، گجراتی، بنگلہ) گلدستۂ مثنوی اور اوجھڑی کا مسئلہ اپنے ایمان و عمل کو سنوارنے کے لئے ضرور مطالعہ کریں۔

اور

بچے و بچیوں کو سنیت افروز سلسلہ نورانی تعلیم ضرور پڑھائیں۔

متفرق مسائل اور نیت

۱۔ تہجد کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھی بعد میں معلوم ہوا کہ صبح صادق ہو چکی تھی۔ تو اس صورت میں تہجد کی نیت بیکار ہوگئی کہ وہ دو رکعت فجر کی سنت ہوگئی جیسا کہ الاشباہ والنظائر ص۲۸ میں ہے لو صلی رکعتین علی ظن انہا تہجد لظن بقاء اللیل فتبین بعد طلوع الفجر کانت عن السنۃ علی الصحیح۔

۲۔ ظہر کی نماز تین یا پانچ رکعت پڑھنے کی نیت سے کی مگر چار پڑھی تو نماز صحیح ہوگئی اور رکعتوں کی تعیین کی نیت بیکار ہوگئی جیسا کہ اشباہ ص۲۹ میں ہے لو نوی الظہر ثلاثا او خمسا صحت وتلغو نیۃ التعیین۔

۳۔ دیہات میں جہاں جمعہ جائز نہیں اور لوگ بنام جمعہ وہاں دو رکعت پڑھتے ہیں تو فرض کی نیت کے باوجود وہ دو رکعت نماز نفل ہوتی ہے کہ اس کے پڑھنے سے ظہر کی نماز ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

۴۔ رکعتوں کی تعداد کی نیت کرنا کسی نماز میں ضروری نہیں جیسا کہ اشباہ ص۲۹ پر بنایہ سے ہے نیۃ عدد الرکعات والسجدات لیس بشرط۔ اسی طرح عید الفطر، عید الاضحیٰ اور جنازہ کی نمازوں میں تکبیروں کی تعداد کی نیت کرنا بھی ضروری نہیں۔

۵۔ شہوت پیدا کرنے کی نیت سے بھوک سے زیادہ کھانا حرام ہے۔ اور روزہ کی قوت حاصل کرنے کی نیت سے یا مہمان کا ساتھ دینے کے لئے اتنا زیادہ کھانا مستحب ہے کہ جتنے سے معدہ خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ اشباہ ص۲۳ پر ہے الاکل فوق الشبع حرام بقصد الشہوۃ وان قصد بہ التقوی علی الصوم او مواکلۃ الضیف فمستحب۔

۶۔ جو شخص بنام مسجد کوئی عمارت تیار کرے جس سے تقرب الی اللہ مقصود نہ ہو بلکہ محض ریا و تفاخر کی نیت ہو تو وہ مسجد نہیں ہو سکتی کہ مسجد وقف ہے اور اس کا قربت مقصودہ کے لئے ہونا ضرور۔ اور ریا و تفاخر قربت الی اللہ نہیں بلکہ بُعد عن اللہ ہے

(فتاوٰی رضویہ جلد ۶ ص۴۵۲)

۷۔ نیت کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے مسلمان پر بدگمانی حرام ہے (فتاوٰی رضویہ ج ۶ ص۱۷۱)

۸۔ وقف میں قربت کی نیت کی تو ثواب ملے گا ورنہ وقف صحیح ہو جائے گا اور ثواب نہیں ملے گا۔ اشباہ ص۱۷ میں ہے ان نوی القربۃ (یعنی الواقف المسلم) فلہ الثواب والا فلا۔

۹۔ گورنمنٹ یا کافروں کے بینک روپیہ جمع کرنے پر جو نفع دیتے ہیں اسے سود کی نیت سے لینا جائز نہیں لاطلاق قولہ عزوجل وحرم الربوا۔ اور اگر سود سمجھ کر نہ لے بلکہ مال مباح کی نیت سے لے تو جائز ہے (فتاوٰی رضویہ جلد ہفتم ص۱۲۳)

۱۰۔ کھونٹی وغیرہ پر لٹکے ہوئے کپڑے کو عورت سمجھ کر اسے بری نیت سے دیکھنا گناہ ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا برکاتی محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں من تعمد النظر من بعید الی ثوب موضوع فی الطاق ظنا منہ انہا امرأۃ اجنبیۃ حیث یاثم بما قصد وان کان النظر الی الثوب مباحا فی نفسہ ۔۔۔ (فتاوٰی رضویہ جلد ۷، ص۱۱۵)

۱۱۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کی طاقت وقوت حاصل کرنے کی نیت سے کھانا پینا، کھیتی، تجارت اور ملازمت کرنا یہاں تک کہ سونا اور وطی کرنا بھی عبادت ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر ص۱۸ پر ہے اما المباحات فانہا تختلف صفتہا باعتبار ما قصدت لاجلہ۔ فاذا قصد بہا التقوی علی الطاعات او التوصل الیہا۔ کانت عبادۃ کالاکل والنوم واکتساب المال والوطی۔

۱۲۔ تعلیم وتصنیف اور فتوٰی نویسی پر ثواب صرف اسی صورت میں ملے گا جبکہ تقرب الی اللہ کی نیت ہو جیسا کہ اشباہ ص۱۸ میں ہے سائر القرب لابد فیہا من النیۃ بمعنی توقف حصول الثواب علی قصد التقرب بہا الی اللہ تعالیٰ من نشر العلم تعلیما وافتاء وتصنیفا۔

۱۳۔ اگر اس نیت سے نذر مانے کہ تقدیر الٰہی بدل جائے گی، جو نعمت نصیب میں نہیں

ہے وہ مل جائے گی یا جو بلا مقدر میں ہے وہ ٹل جائے گی تو یہ اعتقاد فاسد ہے (فتاوی رضویہ جلد پنجم صفحہ ۶۸)

۱۴۔ وعظ کہنے اور حمد و نعت سنانے سے اگر نیت یہ ہے کہ لوگوں سے کچھ مال حاصل کریں تو آیت کریمہ اولئك الذين اشتروا الحيوة الدنيا بالاخرة کے تحت داخل ہیں (یعنی یہی ہیں وہ لوگ جنھوں نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لی۔ پ۱ ع۱۱) اور حکم لاتشتروا بايتي ثمنا قليلا کے مخالف (یعنی میری آیتوں کے بدلے تھوڑے دام نہ لو۔ پ۱ ع۵) ایسی آمدنی وعظ کہنے والے اور حمد و نعت سنانے والے کے حق میں خبیث ہے۔ خصوصاً جبکہ ایسے حاجت مند نہ ہوں جن کو سوال کی اجازت ہے کہ اب تو بے ضرورت سوال دوسرا حرام ہوگا اور وہ آمدنی خبیث تر و حرام مثل غصب ہے عالمگیریہ میں ہے ماجمع السائل بالتكدي فهو خبيث۔

اور اگر وعظ اور حمد و نعت سے ان کی نیت اور مقصود محض اللہ ہے اور مسلمان بطور خود ان کی خدمت کرتے ہیں تو یہ جائز ہے اور وہ ان کے لئے حلال ہے ـــــ اور اگر وعظ کہنے اور نعت شریف سنانے سے ان کی نیت اور مقصود تو اللہ ہی ہو مگر ہے حاجتمند اور عادۃً معلوم ہے کہ لوگ خدمت کریں گے۔ اس خدمت کی طمع بھی ساتھ لگی ہوئی ہے۔ تو اگرچہ صورت دوم کے مثل محمود نہیں مگر پہلی صورت کی طرح مذموم بھی نہیں ہے جیسے درمختار میں فرمایا الوعظ لجمع المال من ضلالة اليهود والنصارى۔ یعنی مال جمع کرنے کے لئے وعظ کہنا یہود و نصاریٰ کی گمراہیوں میں سے ہے۔ یہ تیسری صورت بین بین ہے اور دوم سے بہ نسبت اول کے قریب تر ہے (فتاوی رضویہ جلد دہم نصف آخر صفحہ ۱۲۵)

۱۵۔ حکیم اور ڈاکٹر فاحشہ عورت کا علاج اگر اس نیت سے کریں کہ وہ برائی کرانے کے قابل ہو جائے تو گناہ ہے فانما الاعمال بالنيات ولكل امرئ ما نوى (فتاوی رضویہ جلد دہم نصف اول صفحہ ۸۵)

۱۶۔ برادری وغیرہ کو ریا اور تفاخر کی نیت سے کسی قسم کا کھانا کھلانا حرام ہے (فتاوی رضویہ جلد دہم نصف اول صفحہ ۶۸)

۱۷۔ گناہ کرنے کی نیت کی تو وہ نہیں لکھا جائے گا۔ پھر اگر کرلیا تو ایک گناہ لکھا جائے گا اور نیکی کرنے کی نیت کی مگر نہیں کیا تو ایک نیکی لکھی جائے گی۔ اور اگر کرلی تو دس نیکیاں لکھی جائیں گی جیساکہ حدیث قدسی میں ہے اذا ھم عبدی بسیئۃ فلا تکتبوھا سیئۃ وان عملھا فاکتبوھا سیئۃ۔ واذا ھم بحسنۃ ولم یعملھا فاکتبوھا حسنۃ وان عملھا فاکتبوھا عشرا۔ کذا فی المبارق شرح الشارق (غمز العیون ج ۱ ص۱۲۴)

واضح رہے کہ گناہ کا ارادہ کرنا بھی گناہ ہے لیکن خدائے تعالیٰ اس گناہ کو اپنے فضل سے معاف فرما دیتا ہے لکھا نہیں جاتا جیساکہ کتاب مذکور کے اسی صفحہ پر ہے ان الھم بالسیئۃ سیئۃ وان لم تکتب لکونھا مغفورۃ بعفو اللہ تعالیٰ۔ مگر مکہ شریف میں گناہ کے ارادہ پر بھی مواخذہ ہوگا جیساکہ حضرت علامہ سید حموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں ان العبد مواخذ بالھم بالسیئۃ بمکۃ کما صرح بہ فی الفتح (غمز العیون جلد اول ص۱۲۴)

۱۸۔ گری پڑی چیز اس کے مالک کو پہنچانے کی نیت سے اٹھا لینا مستحب ہے اور اپنے لئے اٹھانا حرام ہے (بہار شریعت حصہ دہم ص۸) اور الاشباہ والنظائر ص۲۳ پر ہے ان اخذھا بنیۃ ردھا حل لہ رفعھا وان اخذھا بنیۃ نفسہ کان غاصبا آثما۔

۱۹۔ ایسے بکس یا اٹیچی پر بیٹھنا کہ اس میں قرآن مجید ہے۔ اگر حفاظت کی نیت سے ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں اشباہ ص۲۳ میں ہے الجلوس علی جوالق فیہ مصحف ان قصد الحفظ لا یکرہ والا یکرہ۔